18

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

25 تا 31 مئی 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

میثاقِ جمہوریت

اسلام اور ایمان میں فرق

دوزخ تیرے قبضے میں ہے......

مروّجہ تصوّف کی سند

صلیبی قافلوں کی روانگی

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام شریعت کی بالادستی کے لیے ملک گیر مظاہرے

دلچسپ و عجیب حقائق

اشتہاریات اور سماجی اقدار

توراتی یہودی

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تفہیم المسائل

اقبال اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی

قرآن حکیم: کامل آئین زندگی

قرآن حکیم وہ آئین اور ضابطۂ حیات ہے جو ہماری اُخروی زندگی ہی نہیں، دنیاوی زندگی کے بھی تمام شعبوں میں مکمل طور پر رہنمائی کا ضامن ہے۔ دراصل کسی فرد اور کسی جماعت کے وجود اور استحکام کے لیے اساسی اور بنیادی ضابطے ناگزیر ہیں، جو ان کے فکر و تدبّر کو، اعمال و افعال کو صحیح خطوط پر چلائیں۔ مسلمانوں کے لیے ایسا آئین اور ضابطہ، قرآن حکیم ہے۔ بلکہ مسلمانوں ہی کے لیے نہیں غیر مسلموں کے لیے بھی، جو اس کی تعلیمات سے استفادہ کرنے کا ارادہ کریں۔ جتنے اصول، قوانین، ضابطے اور آئین انسان اپنی عقل و فہم سے بناتا ہے یا بنائے گا، ان کا حشر ہم آئے روز دیکھتے ہیں کہ وہ قطع و برید کے محتاج اور ترمیم و تردید کے مستحق ہوتے ہیں۔ وحی الٰہی ہی وہ چیز ہے جو ایسا اٹل اور کبھی تبدیل نہ ہوسکنے والا اور ہر دور میں صادق آنے والا قانون، ضابطہ اور آئین عطا کرتی ہے، ایسا آئین جو بنی نوع انسان کے لیے ہر ملک، ہر دور، ہر زمانہ، ہر قوم کے لیے اس کی زندگی کے تمام گوشوں اور سارے شعبوں میں رہنمائی کا ضامن ہو۔ قرآنِ حکیم ایسا ہی ضابطۂ حیات اور آئینِ زندگی ہے جو ابد الآباد تک جاری و نافذ رہے گا۔

الھدیٰ (231)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء

(آیات 131 تا 134)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ
وَمَافِی الْاَرْضِ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اَیُّهَاالنَّاسُ وَیَاْتِ
بِاٰخَرِیْنَ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْراً ﴿۱۳۳﴾ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْراً ﴿۱۳۴﴾﴾

''اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اُن کو بھی اور (اے محمد ﷺ) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو گے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ بے پروا اور سزاوارِ حمد وثنا ہے۔ اور (پھر سُن رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ لوگو! اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور (تمہاری جگہ) اور لوگوں کو پیدا کردے' اور اللہ اس بات پر قادر ہے۔ جو شخص دنیا (میں عملوں) کی جزا کا طالب ہو تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت (دونوں) کے لیے اجر (موجود) ہیں اور اللہ سنتا دیکھتا ہے۔''

اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور دیکھو! تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی' انہیں بھی ہم نے یہی وصیت (تاکید) کی تھی اور تمہیں بھی اسی کی تاکید کر رہے ہیں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ کیونکہ اصل شے تو تقویٰ ہے۔ اگر روح تقویٰ نہ ہو تو شریعت کی پیروی بھی بے جان ہوگی۔ تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کر لیجئے کہ نبی اکرم ﷺ اکثر خطبوں میں فرماتے کہ مسلمانو! میں تمہیں بھی اور خود اپنے نفس کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کو جرائم اور بے انصافیوں سے محض قانون نہیں روک سکتا بلکہ اس کے لیے تقویٰ ہونا ضروری ہے' اگر تم (تقویٰ کی اہمیت) نہ مانو گے تو جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور کارساز ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

عورت بھی سمجھے کہ میرا کارساز اللہ ہے۔ میرا شوہر جو مجھ پر ظلم کر رہا ہے' تو میں اللہ کے بھروسے پر اس سے تعلق منقطع کرلوں۔ اللہ میرے لیے کوئی بہتر راستہ پیدا کردے گا۔ اسی طرح مرد بھی یہ سمجھے کہ اگر یہ عورت دین کے معاملے میں میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہی' کسی طرح بھی میرے ساتھ موافقت پیدا نہیں کر رہی تو اس کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ ہر حال میں ایسی عورت کے ساتھ نباہ کرنے کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا ضروری ہے۔

اے لوگو! تم کیا سمجھتے ہو۔ اللہ تو وہ ہستی ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو ختم کردے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے۔ اللہ کے مقابلے میں تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ تم تو اللہ کے سامنے نفس واحدہ کی مانند ہو' جب چاہے تم کو نسیاً منسیاً کردے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس چیز پر قادر ہے۔

جو کوئی بھی دنیا کا ثواب چاہتا ہے' دن رات دنیا کمانے کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے' جائیداد بنانے' سامان عیش وعشرت اکٹھا کرنے اور عہدے کی ترقی کے لیے کوشاں رہتا ہے' وہ جان لے کہ اللہ کے پاس دنیا کا ثواب ہے اور آخرت کا بھی۔ انسان کا حال یہ ہے کہ اپنی تنگ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے صرف دنیا مانگتا ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

اے اللہ کے بندو! جب اللہ سے مانگو تو دنیا اور آخرت دونوں مانگو۔ ((ربنا اتنا فی الدنیا حسنه و فی الاخر ة حسنه و قنا عذاب النار)) اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھو' خلوص اور اخلاص پر اپنا تعلق استوار کرو۔ اس کی طرف سے عائد ذمہ داریوں کو پورا کرو' تو پھر اللہ تعالیٰ آخرت کی عظیم کامیابی کے ساتھ ساتھ تمہیں دنیا سے بھی نوازے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

فرمان نبوی

چودھری رحمت اللہ بٹر

بدگمانی سے بچو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَاتَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)) (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو' اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو' اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو' نہ آپس میں حسد کرو' نہ بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو' بلکہ اے اللہ کے بندو! (اللہ کے حکم کے مطابق) بھائی بھائی بن کر رہو۔''

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

میثاقِ جمہوریت

فوجی آمریتوں نے ملک اور عوام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ تاریخ کا یہ سبق ہے کہ فوجی آمریت اور قوم ایک ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ فوجی مداخلت نہ صرف معیشت بلکہ سیاسی اداروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ ایسے میں قوم کو ایک نئی سمت دکھانے کی ضرورت ہے۔ ملک کے لیے متبادل سمت کا تعین کرنے کے لیے عوام کے سامنے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ملک کو موجودہ حالات سے بچایا جائے گا اور اسے معاشی استحکام' سماجی طور پر ترقی یافتہ' سیاسی طور پر جمہوری اور عوامی' وفاقی طور پر مربوط' نظریاتی طور پر قابل برداشت' بین الاقوامی سطح پر قابل احترام اور علاقائی سطح پر پُرامن بنیادوں پر استوار کیا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے علاوہ کسی کو اقتدار میں آنے کا حق نہیں' جیسا کہ بابائے قوم قائداعظم نے فرمایا تھا۔ خالص جمہوریت اور عالمی سطح پر تسلیم شدہ حقوق کے عزم پر سختی سے کاربند رہا جائے گا۔ ان حقوق میں متحرک جمہوریت' سیاسی جماعتوں کے اندر جمہوریت' نظریاتی اور سیاسی طور پر برداشت' بااختیار پارلیمانی کمیٹیوں کے ذریعے پارلیمنٹ کے افعال کار' وفاق کے کسی یونٹ کے خلاف امتیاز سے بالاتر مربوط فیڈریشن' اختیارات کی تقسیم' زیادہ سے زیادہ صوبائی خودمختاری' نچلی سطح تک عوام کو بااختیار بنانے کے اقدامات' خواتین اور اقلیتوں کی ترقی' کلاشنکوف کلچر کا خاتمہ' آزاد اور خودمختار میڈیا اور آزاد عدلیہ' غیر جانبدار سول سروس' قانون اور میرٹ کی حکمرانی' ہمسایہ ممالک سے پرامن انداز میں تنازعات کا حل' بین الاقوامی معاہدوں اور قوانین کا احترام اور ان کی ضمانت شامل ہے۔ تاکہ عالمی سطح پر مہذب قوم کے طور پر کردار ادا کیا جاسکے۔ اس کے لیے قومی مفادات میں خارجہ پالیسی تشکیل دی جائے گی۔ عوام مادرِ وطن کو آمریت کے پنجوں سے نکالنے اور اپنے بنیادی حقوق' سماجی' سیاسی' معاشی' جمہوری حقوق کے حصول کے لیے متحد ہوجائیں تاکہ پاکستان کو بابائے قوم کے خواب کے مطابق بنایا جاسکے۔

درج بالا سطور 'میثاق جمہوریت' کا ابتدائیہ ہیں' بعدازاں 36 نکات پر محیط اس ابتدائیہ کی تشریح و تفسیر ہے۔ ہمارا روزِ اوّل سے موقف ہے کہ پاکستان کی حقیقی بنیاد اسلام ہے اور جمہوریت پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا ذریعہ بنی۔ 1946ء کے انتخابات میں مسلم نشستوں پر مسلم لیگ کے کلین سویپ کے بعد ہندوؤں اور انگریزوں کے پاس کوئی اخلاقی اور سیاسی جواز نہ تھا کہ وہ مطالبہ پاکستان کو رد کرسکتے۔ جمہوریت سے اس تعلق کی بنیاد پر وہ قیام پاکستان کا ذریعہ بنی' ہم میثاق جمہوریت کو قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت اور اس کے کارندے جس انداز میں مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کو ان کے سابقہ اختلافات کے حوالہ سے طعن اور تضحیک کا نشانہ بنارہے ہیں ہم اسے بچگانہ بلکہ جاہلانہ فعل سمجھتے ہیں' اس لیے کہ اپنی خطاؤں کو تسلیم کرنے اور مسلمانوں کے لڑائی جھگڑے سے صلح اور امن کی طرف بڑھنے میں کیا برائی ہے۔ نیتوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمیں سوئے ظن کی بجائے حسنِ ظن کا حکم ہے۔

اس میثاقِ جمہوریت پر ہمارے بھی کچھ تحفظات ہیں۔ ان تحفظات پر گفتگو اور کچھ لے دے ہوسکتی ہے' البتہ اس دستاویز پر ہمیں ایک شدید اعتراض ہے اور ہمیں اپنی لغوی کمتری کا شدت سے احساس ہورہا ہے کہ کاش اس میثاق کی لادینیت پر ہم اپنے جذبات کو الفاظ کا ایسا جامہ پہنا سکتے کہ پندرہویں ترمیم کے ذریعے امیر المومنین بننے والے اور اسلام ہمارا دین کا انتخابی نعرہ لگانے والی کا چہرہ بے نقاب ہوسکتا۔ اخلاق اور شائستگی کے دامن کو مضبوطی سے تھام کر رکھنا مالک کائنات کا حکم اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی مبارک سنت ہے وگرنہ جو مملکت خداداد پاکستان کی چودھراہٹ کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا اس دستاویز میں اللہ، رسول اور اسلام کا ذکر نہ کرنا ایک ناقابل معافی جرم تھا اور وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں تھے۔ پہلے ہم اپنے تحفظات کا ذکر کریں گے اور بعد میں یہ تجزیہ کرنے کی کوشش کریں گے کہ عوامی قیادت کا دعویٰ کرنے والوں نے اس تحریر میں اللہ اور رسول کا ذکر کرنے سے کیوں پرہیز کیا ہے۔

اِس میثاق میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ 1973ء کے آئین کو 12 اکتوبر 1999ء والی حالت میں بحال کیا جائے' یعنی مشرف کے دور میں جو ترامیم کی گئی ہیں، انہیں ختم کیا جائے۔ یقیناً ایک جائز مطالبہ ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ سول دور میں جو ترامیم آمرانہ انداز میں کی گئیں انہیں کیوں نہ ختم کیا جائے۔ اسلامی جمہوریت کے مزاج کے خلاف تمام ترامیم کو یکسر ختم کیوں نہ کیا جائے۔ ججوں کے تقرر اور سبکدوشی کے جتنے طریقے بھی اختیار کیے جائیں گے سب بے کار ہیں، جب تک اچھی شہرت' دیانت داری اور دینداری کو تقرر کی بنیاد نہیں بنایا جاتا۔ ماضی میں سول حکمران کرپٹ اور لچک دار لوگوں کو اس لیے جج بناتے رہے تاکہ حکومت کے حق میں فیصلے حاصل کیے جاسکیں۔ جب کوئی فوجی اقتدار چھین لیتا تھا (باقی صفحہ 10 پر)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 18

25 تا 31 مئی 2006ء

26 ربیع الثانی تا 3 جمادی الاوّل 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود ۔ ایوب بیگ مرزا

سردار اعوان ۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سید قاسم محمود

اکیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں — تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں!
طلسمِ گنبدِ گردوں کو توڑ سکتے ہیں — زُجاج کی یہ عمارت ہے سنگِ خارہ نہیں!
خودی میں ڈوبتے ہیں پھر اُبھر بھی آتے ہیں — مگر یہ حوصلۂ مردِ ہیچ کارہ نہیں
ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے! — کہ خاکِ زندہ ہے تو تابعِ ستارہ نہیں
یہیں بہشت بھی ہے' حُور و جبرئیل بھی ہے — تری نگہ میں ابھی شوخیٔ نظارہ نہیں
مرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا! — وہ پیرہن مجھے بخشا کہ پارہ پارہ نہیں
غضب ہے عینِ کرم میں بخیل ہے فطرت — کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے شرارہ نہیں!

1۔ یوں تو علامہ اقبال نے اپنے بیشتر کلام میں خودی کو مرکزی موضوع بنایا ہے' لیکن اِس سلسلے کی چند نظموں میں انہوں نے بڑے تسلسل کے ساتھ فلسفۂ خودی پر اظہارِ خیال کیا ہے' جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال کے نزدیک خودی کیا ہے' خودی کی حقیقت کیا ہے' خودی کا فلسفہ کیا ہے' اور وہ اُسے انسانی فطرت کے نمو کے لیے کس قدر ناگزیر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اقبال اِس نظم کے مطلع میں خودی کی تعریف پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خودی تو ایسا بے پایاں سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے' لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ تُو نے خودی کو ایک ذرا سی ندی سمجھ لیا ہے۔ یہی تیری کج فہمی اور کم ہمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے پناہ قوتیں عطا کی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسے ان قوتوں کا ادراک نہیں ہے۔

2۔ ''طلسمِ گنبدِ گردوں'' کنایہ ہے زمان و مکاں کی قید سے
زجاج: شیشہ۔ کنایہ ہے' کمزوری یا شکست سے
کہتے ہیں کہ انسان میں صلاحیت موجود ہے کہ آسمان کے طلسم کو توڑ کر رکھ دے۔ علامہ اقبال یہاں علامتی انداز میں بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ طلسم تو شیشے کی عمارت کے مانند ہے' سنگِ خارا (سخت پتھر) کی عمارت کے مانند نہیں۔ سنگِ خارا کے مقابلے میں شیشے کی عمارت کو توڑنا آسان ہے۔ دیکھا جائے تو اقبال نے اس شعر میں پیش گوئی کی ہے کہ عصرِ حاضر کے سائنس داں جس طرح چاند کی تسخیر کر چکے ہیں' اس طرح آسمان کے طلسم کو بھی توڑیں گے۔

3۔ ''ڈوبنا'' بمعنی غور و فکر' گیان دھیان' مراقبہ' مجاہدہ
''اُبھرنا'' معرفتِ نفس حاصل کرنا' خودی کو مستحکم کرنا
ایسے جانباز لوگ جو کچھ کر گزرنے کی ہمت و استطاعت رکھتے ہیں' اُن کے روبرو اگر خودی ایک گہرے سمندر کے مانند ہے تو اس میں غوطہ لگا کر اپنی ہمت و جرأت کے طفیل پھر سے سطحِ آب پر ابھر سکتے ہیں' لیکن یہ جان لینا چاہیے کہ یہ کام نکمے اور ناکارہ لوگوں کا نہیں ہو سکتا' بلکہ جواں ہمت لوگوں ہی سے اِس کی توقع کی جا سکتی ہے۔ خودی میں ڈوب کر اُبھر بھی آتے ہیں' لیکن اس کے لیے ہمت اور حوصلہ (رُوحانی طاقت) درکار ہے۔ بزدل غوّاص سمندر میں سے سیپی نکال کر نہیں لا سکتا۔ اسی طرح جس کی خودی ضعیف ہو' وہ نہ غوطہ لگا سکتا ہے نہ ابھر سکتا ہے۔

4۔ اے مسلمان! تُو ناحق نجومیوں سے پوچھتا پھرتا ہے کہ میری قسمت کا کیا حال ہے؟ اور آج کل میری زندگی کس ستارے کے زیر اثر ہے؟ ارے نادان' جمادات اور نباتات ستاروں کے تابع ہوں تو ہوں' تُو ان کے تابع نہیں ہو سکتا۔ اگر تُو اپنی خودی کو مستحکم کر لے' تو یہ کائنات خود تیری مطیع ہو جائے گی۔ اسی خیال کو اقبال نے ایک اور شعر میں یوں باندھا ہے:

تقدیر کے پابند جمادات و نباتات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

5۔ مشہور روایت تو یہی ہے کہ جبریلؑ اور حُور و غلماں خدائے لایزل کی پیدا کردہ بہشت میں موجود ہیں' لیکن تُو بصیرت اور دُور بینی کی خصوصیت سے بہرور نہیں ہے۔ تیری نگاہ میں حقیقت بینی کی طاقت پیدا نہیں ہوئی۔ اگر تیری نگاہ میں یہ طاقت پیدا ہو جائے تو پھر تجھے معلوم ہوگا کہ بہشت' حُور اور عالمِ ملکوت' یہ تینوں نعمتیں اِس دنیا میں بھی موجود ہیں۔ یعنی اگر تُو عشقِ رسول ﷺ میں فنا ہو جائے تو جیتے جی تجھے جنت کی زندگی کا لطف حاصل ہو سکتا ہے۔

6۔ میرے جنون نے' موجودہ زمانے کے لوگوں کی ذہنیت کو بخوبی پہچان لیا ہے' اسی لیے اُس نے مجھے صحیح اور سالم پیرہن عطا کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے زمانے میں جب لوگ کسی عاشق کو دیکھتے تھے کہ اُس کا گریباں چاک ہے' کپڑے پھٹے ہوئے ہیں' بال بڑھے ہوئے ہیں' سر پر خاک پڑی ہوئی ہے تو اُس کا بہت احترام کرتے تھے' لیکن آج یہ کیفیت ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ خواہ وہ کتنا ہی بڑا' خدا رسیدہ یا عالم دین یا فلسفی ہو' اگر وہ پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر' کسی یونیورسٹی ہال یا کسی پبلک جلسے میں اقبال کے فلسفے پر تقریر کرنے کی اجازت طلب کرے تو منتظمین جلسہ اُسے پاگل سمجھ کر اجازت دینے کی بجائے جلسہ گاہ سے باہر ہی نکال دیں۔ اندریں حالات اقبال کہتے ہیں کہ معرفت عشق نے مجھ پر خاص فضل و کرم کیا کہ مجھے یورپ کی ڈگریاں عطا کر دیں' ورنہ اس زمانے کے لوگ جو صرف ظاہری ٹیپ ٹاپ سے مرعوب ہوتے ہیں' شاید میری بات بھی نہ سنتے۔

7۔ فطرت اپنی قوتوں کو بلاوجہ صرف نہیں کرتی۔ ہر شے کو وہی خوبی عطا کرتی ہے جو اُس کے مناسب حال ہوتی ہے۔ مثلاً فطرت لعل ناب کو آتش (سرخی) تو عطا کرتی ہے' لیکن شرر عطا نہیں کرتی۔ چونکہ خالص لعل کی خوبی سرخ رنگ پر منحصر ہے' لہٰذا اُسے سرخی تو عطا کر دیتی ہے کہ وہ دیکھنے میں انگارا معلوم ہوتا ہے' لیکن اس سے چنگاریاں نہیں نکلتیں' کیونکہ اُسے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلام اور ایمان میں فرق

جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کے 5 مئی 2006 کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور سورۃ الحجرات کی دو آیات 14'15 کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا۔ آج مجھے اسلام اور ایمان کے موضوع پر گفتگو کرنی ہے۔ جہاد و قتال' نبی اور رسول' اسلام اور ایمان الفاظ کے یہ تین جوڑے مترادف کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کے معنی میں جداگانہ پہلو بھی موجود ہے۔ اسلام اور ایمان مترادف کے طور پر بھی آتے ہیں مگر جو آیات میں نے اس وقت تلاوت کی ہیں ان میں ہر ایک کا الگ مفہوم موجود ہے' جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص۔ یعنی ہر مؤمن تو مسلمان ہے مگر ہر مسلمان مؤمن نہیں۔ دیکھئے قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾﴾ (الحجرات)

''اعراب یعنی بدو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی!) ان سے کہہ دیجئے' تم ہرگز ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا (یعنی مسلمان ہو گئے ہیں)۔ اور ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تمہارے اجروثواب میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ابتدائی زمانے میں ایمان لانے والوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ لہٰذا جو بھی ایمان لاتا تھا' وہ شدائد کے برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ پھر حالات بدلتے رہے۔ ہجرت مدینہ ہوئی۔ مکہ فتح ہو گیا۔ اب تمام عرب قبیلوں نے سمجھ لیا کہ قریش ہار گئے۔ اب محمد ﷺ کی مخالفت کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ مگر ان لوگوں کی قلبی کیفیت ویسی نہ تھی جیسے مکہ میں ایمان لانے والوں کی تھی۔ ان میں کچھ لوگ ایسے تھے جو واقعی ایمان لے آئے تھے مگر ایمان اُن کے دل کی گہرائیوں میں نہ اترا تھا۔ ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے بلکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ ہاں اگر اسلام لانے کے بعد تم اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو گے (تو تمہیں ایمان حقیقی حاصل ہو جائے گا) اور اللہ تمہارے اجروثواب میں کمی نہیں کرے گا۔ اگر تم جاننا چاہو کہ ایمان کیا ہے اور مؤمن کون ہوتے ہیں تو سنو!

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰہَدُوْا بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾﴾ (الحجرات)

''مؤمن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے' پھر شک میں ہرگز نہ پڑے اور انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا' صرف یہ لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔''

اگر یہ نہیں تو پھر اسلام قبول کرنے والوں کے ایمان کی پرزور نفی کی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کچھ اور ہے اور ایمان کچھ اور۔ جو شخص زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے ہم اُسے مسلمان مانیں گے۔ چنانچہ دنیا کا معاملہ اسلام کی بنیاد پر ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں مگر ایمان کے ارکان میں کلمہ طیبہ کا اقرار' نماز' روزہ' حج و زکوٰۃ کے ساتھ دو مزید چیزوں کا اضافہ ہے' ایک ہے تصدیق بالقلب اور دوسرے جہاد۔

کسی کا ایمان جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ نہ چودہ سو سال پہلے کوئی ایسا آلہ تھا اور نہ آج ہے۔ اسی لیے دنیاوی معاملات اسلام پر طے ہوں گے ایمان پر نہیں۔ البتہ آخرت کا حساب و کتاب ایمان کی بنیاد پر ہو گا کیونکہ وہاں حساب لینے والی ہستی علیمٌ بذات الصدور ہے۔ مسلمان کے ظاہری اعمال' نماز روزے کی کوئی حقیقت نہیں' اگر اُس کے دل میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا داعیہ پورے طور پر موجود نہیں۔ پس ایمان کے لیے دل کی گہرائی سے شہادت ضروری ہے۔

جہاد ایمان کا دوسرا رکن ہے جہاد ہے تو ایمان ہے' جہاد نہیں تو ایمان نہیں' حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں تقریباً' ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں' لیکن کیا یہ سارے مسلمان مومن بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت تو دور کی بات ہے اگر ان میں معتدبہ تعداد بھی مومنین کی ہوتی تو یہ ذلت اور رسوائی کبھی نہ ہوتی جو آج ہو رہی ہے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾

''اگر تم مومن ہو تو تم ہی سب سے اونچے ہو گے۔'' اب ہم سب سے اونچے ہیں یا سب سے نیچے۔ اب تو ذلت ہمارے اوپر تھوپ دی گئی ہے۔

اسلام تو ہمیں پیدائشی طور پر مل جاتا ہے مگر ایمان حاصل کرنا پڑتا ہے۔ کسی نومسلم سے پوچھیے کہ اُسے اسلام لانے کی کیا قیمت دینی پڑی ہے۔ سورۃ الصف میں فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾﴾

> بدو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی!) ان سے کہہ دیجئے' تم ہرگز ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا۔ اور ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا

"اے ایمان کے دعوے دارو! کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ سنو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

جہاد دوطرفہ عمل ہے۔ جیسے رسہ کشی' کہ ایک ٹیم اِدھر کو کھینچ رہی اور دوسری اُدھر کو۔ ایک جہاد تمام انسان کر رہے ہیں وہ ہے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے' غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے۔ یہ جہاد حریت ہے۔ اس طرح جہاد زندگانی تو ایک غیر مسلم بھی کر رہا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مسلمان کی جدوجہد شریعت کی متابعت میں ہو گی۔ انگریزوں کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کے ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ جہاد حریت میں شامل تھے۔

ایمان اور شرک میں تصادم ہے۔ مومن کی کوشش ہو گی کہ شرک ختم ہو جائے' مادہ پرستی' دولت پرستی' شہوت پرستی ختم ہو جائے' غلط نظریات مٹ جائیں۔ اس کے لیے دعوت و تبلیغ ہے۔ لیکن سب سے پہلے اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے کہ اپنی خواہشات اور مفادات کو شریعت کے تابع رکھو۔ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا: (اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ) تو آپؐ نے فرمایا: ((اَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ)) "سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ تو اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت کا خوگر بنانے کے لیے جدوجہد کرے۔" البتہ اعلیٰ جہاد قتال فی سبیل اللہ ہی ہے۔ افضل اور اعلیٰ میں فرق ہے۔ سومنزلہ عمارت میں بنیادی حیثیت تو پہلی منزل ہی کی ہو گی مگر سب سے اونچی منزل سوویں ہی ہو گی۔ بلاشبہ بنیادی اہمیت تو جہاد بالنفس ہی کو حاصل ہے مگر سب سے بلند جہاد کفر و شرک اور طاغوتی نظام کے خلاف ہو گا۔

زمانے کو صحیح رُخ پر لانا ہو گا۔ اقبال نے یہی کہا ہے کہ اگر زمانہ تمہارے ساتھ سازگار نہیں ہوتا تو تم اُس کے خلاف جنگ کرو۔ شیطان اور کچھ انسان جو اُس کے ایجنٹ ہیں' دنیا میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں' شرک اور کفر کو عام کر کے اسلام کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا ہو گا۔ پہلے خود دین سیکھنا ہو گا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم قرآن پڑھیں اور پڑھائیں۔ باطل نظریات کی نفی کریں' دعوت و تبلیغ کا کام کریں اور پھر دین حق کے بالفعل قیام کے لیے جہد و جہد کرنا ہو گی۔ اِس میں وقت لگے گا' قوت صرف ہو گی بلکہ جان دینے کا مرحلہ بھی آئے گا۔ باطل نظام کو مٹا کر نظام حق کو نافذ کرنے کی جدوجہد' یہ سب سے اونچا جہاد ہے' یہ آسان نہیں۔ اِس جہاد میں صحابہ کرامؓ نے اپنا مال بے دریغ خرچ کیا اور جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے۔

خونریز تصادم ہوئے اور بالآخر باطل کو منہ کی کھانی پڑی اور حق غالب آ گیا۔ غلبہ دین کے کے لیے قتال فی سبیل اللہ کے ضمن میں سورۃ الصف میں فرمایا گیا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴾

"اللہ کے محبوب تو اس کے وہ بندے ہیں جو اُس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں' اس طرح صفیں باندھ کر کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"

قتال فی سبیل اللہ جہاد کی آخری اور سب سے اونچی منزل ہے اور محبوبیت خداوندی کا مقام ہے۔ ہم سب کے لیے لمحہ' فکریہ ہے کہ اپنے اندر جھانک کر دیکھیں اور معلوم کریں کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں۔ اسلام تو ہمیں وراثتاً مل گیا' کیا ایمان (حقیقی) بھی ہمارے دل میں داخل ہوا ہے یا نہیں؟ اور اس کا ٹیسٹ یہ ہے کہ ہم دیکھیں' کہ ہم کس قدر وقت' صلاحیت اور مال نظام باطل کو مٹانے اور شریعت حق کے نفاذ کے لیے خرچ کر رہے ہیں اور دنیا کمانے اور دنیاوی مفادات کے حصول میں کہاں تک مستعدی دکھا رہے ہیں۔

اقول قولی ھذا و استغفر اللہ لی و لکم و لسائر المسلمین و المسلمات

(مرتب: پروفیسر (ر) محمد یونس جنجوعہ)

<u>پریس ریلیز</u>

امریکہ روشن خیالی کی آڑ میں پوری دنیا پر شیطانی کلچر مسلّط کر رہا ہے

حافظ عاکف سعید

ہمارا معاشی قبلہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ہے۔ نائن الیون کے بعد ہمارا قبلہ و کعبہ امریکہ بن چکا ہے' جس کے دباؤ پر ہم نے اپنی افغان پالیسی اور کشمیر کاز سمیت ہر معاملے میں یوٹرن لیا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اس وقت شر کی سب سے بڑی قوت بن چکا ہے' جو روشن خیالی کی آڑ میں شیطانی کلچر کو پوری دنیا پر نافذ کر رہا ہے۔ اسی ایجنڈے کی تکمیل کو ہمارے حکمرانوں نے اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے۔ آج ہماری تہذیب و ثقافت مغربی اور ہندوانہ کلچر کا ملغوبہ بن چکی ہے۔ امریکہ کا اگلا ٹارگٹ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا مقصد حیات بھول کر دنیا پرستی اور نفس پرستی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ہماری بداعمالیوں اور دین سے بے وفائی کے نتیجے میں ذلت و مسکنت کا عذاب آج پوری امت پر مسلط نظر آتا ہے۔ پوری امت بے بسی اور لاچاری کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ غنیمت ہے کہ غازی علم دین شہید کی یاد کو تازہ کرنے والا ایک عامر چیمہ تو اِس امت میں اٹھا ہے جو ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہو گیا اور الحمدللہ کہ یہ سعادت ایک پاکستانی کے حصے میں آئی ہے۔ جبکہ ہمارے حکمرانوں کا رویہ اس معاملے میں بھی معذرت خواہانہ اور بزدلانہ ہے۔ آج صدر مشرف کو بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ ان کی "خدمات" کے جواب میں امریکہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ بے وفائی اور طوطا چشمی پر تلا ہوا ہے۔ انہیں امریکہ کی طرف سے سرخ جھنڈی دکھا دی گئی ہے۔ چنانچہ اب امریکہ کے بارے میں ان کا لہجہ واضح طور پر بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ کاش کہ وہ سبق سیکھ کر اب اپنا قبلہ درست کرنے پر تیار ہو جائیں۔ اللہ کا دامنِ رحمت بہت کشادہ ہے۔ اب بھی ان کے لیے مہلت ہے کہ وہ سچی توبہ کریں اور ڈٹ کر امریکہ کے مقابلے میں کھڑے ہوں اور ایک سچے مسلمان کا کردار ادا کریں۔ اگر ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر سچے دل سے توبہ کریں اور اللہ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہمارے بڑے سے بڑے گناہ یہاں تک کہ کوہ ہمالیہ کے برابر گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا' اور اس کی رحمت اور نصرت ہمیں حاصل ہو سکے گی۔ کاش ہم اس مہلت سے یہ فائدہ اٹھا سکیں۔ **اللھم وفّقنا لھذا۔**

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

دوزخ تیرے قبضے میں ہے جنت تیرے گھر کی

بنت امید

اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ ''موجودہ اسلامیات مسائل پیدا کر رہی ہے نصاب تبدیل کریں گے''

لیجئے جناب بات آخرکار موجودہ اسلامیات تک پہنچ گئی۔ اب تو صرف ایک ہی چیز باقی رہ گئی ہے جس پر نکتہ اٹھانے کی کمی باقی ہے۔ پتہ نہیں ارباب اختیار آخر چاہتے کیا ہیں۔ ہر چیز کو وہ اپنی پسندیدہ عینک لگا کر کیوں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کرسی کا زعم ہے یا اقتدار کا نشہ جو ان سے ایسے ایسے نکتے اٹھواتا ہے۔ کبھی سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ کبھی اسلام کو روشن خیال بنانے کا عزم کیا جاتا ہے۔ کبھی میراتھن ریس کو تفریحی ایونٹ قرار دے کر قوم پر بزور مسلط کیا جاتا ہے اور کبھی اسلام کا Soft Image دنیا کو دکھانے کا ارادہ باندھا جاتا ہے۔

ویسے تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا محاورہ ہمیں یاد ہے اور ہم جانتے ہیں کہ حکمران بااختیار ہیں ؏

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لیکن بعض معاملات میں چھیڑ چھاڑ نہ ہی کرنی بہتر ہوتی ہے۔ خاص طور پر وہ معاملات جن کا فیصلہ خالق ارض وسماء نے خود فرما دیا ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے' نبی آخر الزماں ﷺ ایک ہیں' قرآن ایک ہے' اسی طرح اسلام بھی ایک ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر آدمی اپنی مرضی اور پسند کے سانچے میں اسلام کو ڈھال لے۔ اسلام کی سنہری تعلیمات وہی چودہ سو سال پہلے انسانیت کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ ان کو Renew نہیں کیا جا سکتا ہے۔ دنیاوی ترقی کے لیے یقینی طور پر ہمیں آگے کی طرف دیکھنا چاہیے لیکن اسلام کو جاننے کے لیے یا دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہمیں پیچھے ہی کی طرف کا رخ کرنا ہوگا۔ اسلام ہماری جڑ ہے' ہماری بنیاد ہے۔ اگر کوئی درخت خوب تناور اور اونچا ہو جائے تو کیا اس کی جڑ کو یہ کہہ کر کاٹ دینا چاہیے کہ جڑ بہت پرانی ہوگئی ہے۔ یہ اسلام وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا: ''اور ہم نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا''۔ یہ وہی اسلام ہے جو حضور ﷺ لے کر آئے' جس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کیا اور ثابت کیا کہ یہ قابل عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں حکمت ہے۔ اس نے اسلام میں جہاں نرمی رکھی ہے وہاں نرمی ہی بہتر ہے اور جہاں سختی رکھی ہے وہاں سختی سے بہتر کوئی اور چیز نہیں۔ ہم کیوں اس کی تعلیمات کو توڑیں اور مروڑیں۔ یہ تو یہودیوں کا شیوہ تھا اور ہے کہ وہ بات کو اس طرح بیان کرتے تھے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے طرزِ عمل سے اجتناب کرنا چاہیے۔

پھر ہم کیوں ان کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کریں۔ اسلام سے زیادہ Soft مذہب تو کوئی ہے ہی نہیں۔ اسلام نے مسلمانوں اور انسانوں کے ہی حقوق بیان نہیں کیے بلکہ جانوروں تک کے ساتھ بہتر سلوک کی تعلیم دی ہے۔ لیکن جب بات ایمان اور کفر کی آجائے تو حضرت ابوبکرؓ کی مثال یاد آتی ہے کہ جب ایمان لانے کے بعد ان کے بیٹے نے ایک دن ان سے کہا کہ ابا جان غزوۂ بدر کے دوران آپ کئی دفعہ میری تلوار کی زد پر آئے لیکن میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا لیکن اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا۔ مومنوں کی تو شان ہی قرآن کریم میں یہ بتائی گئی ہے کہ ''محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل''۔ (سورۃ الفتح)

لہٰذا جب ہمارا دین ہم سے یہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ ہم باطل کو اپنا نرم رویہ دکھائیں تو پھر یہ Soft Image کی بات چہ معنی دارد۔

مسلمانوں کا جذبۂ جہاد' حج کا عظیم الشان مجمع یہاں تک کہ جمعہ کی نماز کے اجتماع تک کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسلام دشمنوں کے دل دہل جائیں۔ اور آج وقت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگرچہ ہر طرف مسلمان پسے ہوئے ہیں اور زبوں حالی کا شکار ہیں لیکن اس کے باوجود اسلام کے دشمنوں کے دلوں پر ان کا خوف طاری ہے۔

کیا ہم ان کے دلوں سے یہ خوف بھی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کے جذبۂ جہاد اور اسلام کے لیے ایثار و قربانی سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن کیا ہماری یہ کوشش ہے کہ ان کو اچھی طرح یہ بتادیں اور مطمئن کر دیں کہ اس خاک میں اب کوئی چنگاری باقی نہیں ہے۔

کیا ہمارے ارباب اقتدار یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا تشخص ہی ختم ہو جائے۔ ہم ان ہی لوگوں کے رنگ میں رنگ جائیں۔ ہم کہنے کو مسلمان ہوں لیکن ایسے کہ ہمیں خود ہی اسلام کے معنی تک نہ معلوم ہوں۔ یعنی ہم نہ تین میں رہیں نہ تیرہ میں۔

حکمرانو! یاد رکھیے' اسلام کے سچے پیروکاروں کو تو نہ اس کا Soft Image قبول ہے اور نہ روشن خیال اسلام کا نعرہ پسند ہے۔ اسلام نام نہاد روشن خیالی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اس نے تو اپنے آپ کو اس وقت روشن خیال ثابت کر دیا تھا جب دُور دُور تک روشن خیالی کا کوئی تصور تک نہیں تھا۔ اور اسلام کی سچی اور حقیقی روشن خیالی صرف چودہ سو سال پہلے کے لیے نہیں تھی بلکہ قیامت تک کے لیے تھی۔

ارباب اختیار فی الحال مختار کل ہیں ان کو اختیار حاصل ہے کہ جو چاہیں کہیں' جو چاہیں کریں کیونکہ ان کی باتوں سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ بقول شاعر

دوزخ تیرے قبضے میں ہے جنت تیرے گھر کی

حکمرانو! یاد رکھیے' اسلام کے سچے پیروکاروں کو تو نہ اس کا **Soft Image** قبول ہے اور نہ روشن خیال اسلام کا نعرہ پسند ہے۔ اسلام نام نہاد روشن خیالی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اس نے تو اپنے آپ کو اس وقت روشن خیال ثابت کر دیا تھا جب دُور دُور تک روشن خیالی کا کوئی تصور تک نہیں تھا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی نیویارک، سید مشرف حسین الطاف عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔
قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان کی کامل صحت یابی کے لیے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

صلیبی قافلوں کی روانگی

صلیبی جنگ میں کسی ایک ملک یا خطے کا نواب یا وہاں کے لوگ شامل نہیں تھے' بلکہ پورا یورپ اِس مقدس جنگ میں تن من دھن سے شریک ہو گیا تھا۔ فرانس' جرمنی' برطانیہ' اٹلی' ناروے' ڈنمارک' سویڈن غرضیکہ ہر یورپی ملک کا نواب اور اُس کے لوگ نام بہ نام اِس یلغار میں شامل تھے۔ جن سرداروں' نوابوں' امراء رؤسا نے اوٹار کے سامنے صلیب ہاتھ میں لے کر یہ عہد کیا تھا کہ صلیبی جنگ میں شریک ہوں گے' یہاں اُن کا ہلکا سا تعارف ہونا چاہیے' کیونکہ مختلف علاقوں اور راستوں سے یروشلم کی طرف جانے والے قافلوں کے رہنما یہی لوگ تھے۔

فتح یروشلم تک پہلی صلیبی جنگ کی غیر منظم یلغار 1096ء سے 1099ء تک' چار سال مسلسل جاری رہی تھی۔ عیسائی جنگجو رہنماؤں میں سب سے برآوردہ شخص' جس نے صلیبی جنگ کی تیاری اور پیش قدمی میں اپنے ہم عصروں کے لیے ایک مثال قائم کی تھی' فرانس کے خطے لورین کا ڈیوک گاڈفرے ڈی بولین تھا جو اپنی جنگ جوئی اور عسکری صلاحیت کی وجہ سے مشہور تھا۔ سب سے پہلے وہی جنگ کے لیے نکلا۔ اُس وقت سامانِ جنگ کی ہر چیز نہایت گراں ہو گئی' حتیٰ کہ ایک سوار کا سامانِ جنگ پوری ایک بڑی جاگیر کے چندے سے بھی پورا نہ ہوتا تھا۔ جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ عورتوں نے اپنی قیمتی زیور اپنے خاوندوں اور بیٹوں کے لیے سامانِ جنگ خریدنے کی غرض سے صلیبیوں کو دے دیئے' حتیٰ کہ لوگوں نے اپنی موروثی جاگیریں اور جائیدادیں ہتھیار خریدنے کے لیے وقف کر دیں۔ مورخ مجاؤ لکھتا ہے: ''پوری کائنات میں صرف دو چیزیں قابلِ تمنا رہ گئی تھیں' سونا اور فولاد''

گاڈفرے کلرمونٹ کی کونسل اور پطرس راہب کی سفارت کے آٹھ ماہ بعد' 80 ہزار پیادہ فوج اور دس ہزار سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اُس کے دونوں بھائی بولون اور بالڈون اور چچیرا بھائی بھی اپنے دستوں کے ہمراہ ساتھ ہو لیے۔ فرانس اور جرمنی کے بہت سے امراء بھی قافلہ در قافلہ شریک ہو گئے۔ سب کے بعد مگر غالباً سب سے زیادہ نامور سردار رابرٹ والئی نارمنڈی جو مشہور ولیم دی کانکرر کا بڑا بیٹا تھا' اکتوبر 1096ء میں روانہ ہوا۔ چونکہ اُس کے پاس اپنی فوج کے خرچے کے لیے کافی روپیہ نہ تھا' اس نے اپنی جاگیر اپنے بھائی روفس کے پاس دس ہزار چاندی کے سکوں کے عوض گروی رکھ دی۔ اٹلی کے جاگیرداروں میں سے بوہیمنڈ نامی ایک جنگجو اور خرچیلا شہزادہ تھا۔ وہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ فوج لے کر شامل ہو گیا۔ جنوبی فرانس کے صوبوں میں سے ریمنڈ اور ایڈہیمر ایک لاکھ فوج ساتھ لے کر نکلے۔ اِن زیادہ مشہور لوگوں کے علاوہ ہر ملک' ہر صوبے اور علاقے کے سردار' رؤسا اور جاگیردار اپنی اپنی فوج کو لے کر روانہ ہوئے۔ اِن بے شمار سرداروں اور جاگیرداروں کے نام پوری تفصیل سے تواریخ میں درج ہیں' یہاں گنوانا ضروری نہیں۔ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اِن سب کی متحدہ فوج ایک لاکھ سوار اور پانچ لاکھ پیادہ تھے۔ ایک مورخ لکھتا ہے: ''ہم صلیبیوں کی مجموعی فوج کی تعداد کا صحیح اندازہ کرنے سے عاجز ہیں۔ اِس فوج کو سمندر کی ریت یا آسمان کے ستاروں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے''

پہلا پڑاؤ: قسطنطنیہ

یہ ٹڈی دَل فوج چھوٹے بڑے دستوں میں تقسیم ہو کر اپنے اپنے سرداروں کی رہنمائی میں' مختلف راستوں سے' گرم و سرد اٹھاتے ہوئے' یکے بعد دیگرے قسطنطنیہ پہنچے۔ وہاں کا رومی شہنشاہ الکسی ایس (Alexius) دراصل اِن سرداروں کو آمادۂ جنگ کرنے کا بڑا محرک ثابت ہوا تھا اور اُس نے اپنے ملک کی دولت اور خوبصورت عورتوں کے تحائف سے اُن کو تحریص و ترغیب دلائی تھی' اور اس متحدہ یورپی فوج کے آنے سے قبل بڑا پُرجوش تھا' لیکن اب اتنی عظیم فوج کو قسطنطنیہ میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ ہراساں ہو گیا۔ اُس نے صلیبیوں کے ساتھ خودغرضی کا سلوک کیا۔ ایک طرف تو اُس نے اپنے علاقے کو اُن کی لوٹ مار سے بچائے رکھا اور دوسری طرف اُس نے اِس بیرونی لشکر کو اپنے اغراض و مفادات کے لیے استعمال کیا۔ کبھی کبھی اُس نے صلیبیوں کے خلاف سازش اور دغابازی بھی کی' کبھی اُن کو ڈرایا دھمکایا' کبھی اُن کو انعامات سے نوازا۔ غرض اُس نے مذہبی ہمدردی کا کوئی مظاہرہ نہیں کیا' بلکہ صرف اپنے نفع و نقصان سے غرض رکھی۔ عیسائی مورخین نے اُس پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ اُس نے اپنے طرزِ عمل سے عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں سے سازش کی۔ اس طرزِ عمل کی وجہ سے عیسائی مورخ اُس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اکثر لعنت ملامت سے یاد کرتے ہیں۔

نیسا کے قلعے کی فتح

قسطنطنیہ سے نکل کر صلیبی فوجیں جنوب مشرق کی طرف بڑھیں۔ سب سے پہلے اُن کی نظر جنوبی فرانس کے آخری سرحدی شہر نیسا پر تھی' جس پر مسلمانوں کا اقتدار تھا اور جہاں بقول مجاؤ: ''ہزاروں مقتول عیسائیوں کی ہڈیاں اُن کو انتقام کے لیے مدعو کر رہی تھیں''۔ فوج کا بڑا حصہ 6 مئی 1097ء کو نیسا کے قریب پہنچ گیا۔

اُس زمانے میں اسلامی طاقتوں کا جو حال تھا' وہ پچھلی اقساط میں بیان ہو چکا ہے۔ مختصر یہ کہ خلافتِ عباسیہ کا صرف نام باقی تھا اور اُس کی طاقت بے شمار خودمختار حریفوں اور رقیبوں میں تقسیم ہو رہی تھی۔ مصر کے بنی فاطمہ یا اسماعیلی جو اُس وقت یروشلم اور اردگرد کے علاقے پر قابض تھے' اُن کی طاقت بھی رُو بہ زوال تھی' سلجوقیوں کی طاقت پر زوال آ چکا تھا۔ نیسا یورپ میں سلجوقیوں کی ایک کمزور یادگار تھی۔ ایشیائے کوچک میں روم یا ارضِ روم بھی سلجوقیوں کے قبضے میں تھا۔ یورپ کی متحدہ صلیبی فوج کو سب سے پہلے اسی مسلم حکومت سے سابقہ پڑنے والا تھا۔ نیسا یا نیقیہ الپ ارسلان سلجوقی کے زمانے میں فتح ہو کر اسلامی سلطنت کا جز بنا تھا۔ الپ ارسلان نے سلمان بن قلتمش کو یہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ سلمان کے بعد اُس کے خاندان میں پندرہ بادشاہ ہوئے۔ اُن کا دارالحکومت قونیا (شمالی ترکی) تھا۔ شہنشاہ قسطنطنیہ کے علاقے سے اُن کا علاقہ ملتا تھا' اس لیے سرحدی لڑائیاں اکثر ہوتی تھیں۔

جس زمانے میں صلیبی فوجیں قسطنطنیہ کے علاقے میں وارد ہوئیں' اس علاقے کا حکمران قلیج ارسلان تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کی فوج سر پر کھڑی ہے تو اُس نے فوراً اپنی طاقت کو مجتمع کیا۔ اُس نے نیسا کے قلعے کو مستحکم کیا۔ فوج کا ایک دستہ قلعے میں حفاظت کے لیے چھوڑا اور باقی فوج کے ساتھ خود شہر سے کچھ فاصلے پر نکل آیا۔ عیسائی اس فوج کا پہلا حملہ بھی برداشت نہ کر سکے۔ انہیں سخت ناکامی ہوئی اور اس خبر نے انہیں اور بھی سراسیمہ کر دیا کہ قلیج ارسلان شہریوں کی مدد کے لیے آ رہا ہے' لیکن عین

اِس موقع پر دوسرے سردار اپنی فوجوں کے ساتھ آ پہنچے' جن سے عیسائی لشکر کو تقویت ملی۔ مسلمان اُن کی مجموعی طاقت کا اندازہ نہ کر سکے اور شکست اٹھا کر پسپا ہوئے۔ چند روز بعد چند اور سردار اپنی فوج کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے تو عیسائی فوج کی پوری طاقت نے شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا' اور بڑی شدت سے محاصرہ کرنا شروع کیا۔ عیسائی فوج نے مزید کمک حاصل کرنے کے لیے رومی شہنشاہ سے امداد طلب کی' جس نے سمندر کے راستے جہاز بھر بھر کر رومی فوج بھیجی۔ شہر کا فتح ہو جانا اب یقینی معلوم ہوتا تھا' لیکن عیسائی فوج جب شہر کا مالِ غنیمت حاصل کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی' تو انہوں نے اچانک کیا دیکھا کہ شہر کے دیواروں پر رومی شہنشاہ الکسی الیس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں' بجائے صلیبیوں کے جھنڈوں کے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مسلمانوں نے صلیبیوں کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بہ نسبت شہنشاہ روم کے آگے پسپا ہونے کو ترجیح دی۔ ظاہر ہے' صلیبیوں کو رومی شہنشاہ کی اس حرکت پر برافروختہ ہونا چاہیے تھا' لیکن اُن کے غصے کی آگ پر شہنشاہ کے بے دریغ انعامات نے پانی ڈال دیا۔ انہوں نے اپنی سب قربانیاں فراموش کر دیں اور اُن کی فوج 29 جون کو انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئی۔

انطاکیہ کا رُوح فرسا سفر

صلیبی فوج دو حصوں میں تقسیم ہو کر آگے بڑھی۔ پچھلے حصے کو دوسرے ہی دن مسلمانوں کی فوج نے گھیر لیا اور صلیبی مقتولوں کی لاشوں سے تمام راستے روک دیئے۔ صلیبی فوج کو قدم قدم پر جان کا کھیل کھیلنا پڑا۔ فتح اور شکست کا کوئی معیار نہ تھا۔ آخر کار فوج کا اگلا حصہ پیچھے پلٹ کر اُن کی مدد کو آ پہنچا اور مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کو چھڑا لیا۔ عیسائی مورخ صلیبی فوج کے نقصان اور سپاہیوں اور عورتوں کے مصائب پر بہت گریہ وزاری کرتے ہیں' اور اپنی فتح کو معجزہ خیال کرتے ہیں۔ اکثر لکھتے ہیں کہ سینٹ جارج' سینٹ ڈیمریکس' سینٹ تھیوڈور' (یہ تین عیسائی ولیوں کے نام ہیں) سفید گھوڑوں پر سوار' پہاڑ کی اوٹ کی طرف سے آئے اور اُن کی حمایت سے صلیبیوں کی شکست جیت میں تبدیل ہو گئی۔ اس قسم کے معجزوں سے صلیبی جنگوں کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چالاک عیسائی سرداروں اور اُن کے ہم نوا پادریوں نے عوام کی جہالت اور ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھانے کی خاطر معجزوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سخت مصیبت اور پریشانی کی حالت میں جب صلیبی فوج ہمت ہار چکی تھی تو اِن معجزوں نے اُن کی ہمت بلند کی ہے' اور اُن میں ایک نیا جوش پیدا کر کے اُن کو بچایا ہے۔ پادریوں اور سرداروں کے ہاتھ میں نسخۂ اکسیر یہی معجزے کی افواہ میں تھیں۔

شہر کا فتح ہو جانا اب یقینی معلوم ہوتا تھا' لیکن عیسائی فوج جب شہر کا مالِ غنیمت حاصل کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی' تو انہوں نے اچانک کیا دیکھا کہ شہر کے دیواروں پر رومی شہنشاہ الکسی الیس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں' بجائے صلیبیوں کے جھنڈوں کے

انطاکیہ کے راستے میں صلیبی فوج پر مسلمانوں سے بھی زیادہ سخت اور بُرے دشمن نے حملہ کیا' یہ بھوک' پیاس اور ٹائیفائیڈ کی بیماری تھی۔ مسلمانوں نے تمام آس پاس کی فصلوں کو نذرِ آتش کر دیا تھا۔ صلیبی ناواقفیت کی وجہ سے ایسے راستے پر پڑ گئے جہاں پینے کو پانی اور کھانے کو دو نوالے غذا کے نہیں مل سکتے تھے۔ تاریخ کی کتابوں میں بھوک اور پیاس کے جو مصائب بیان کیے گئے ہیں' وہ سخت دردناک ہیں۔ لکھا ہے کہ پانچ پانچ سو آدمی ایک ایک دن میں مر گئے۔ پہاڑوں کے تنگ راستوں کی چڑھائی میں صلیبیوں نے اپنے بھاری آہنی لباس سے تنگ آ کر اُس کو پھینک دیا۔ پیاس کی مصیبت کا کوئی علاج نہ تھا۔ جولائی (1097ء) کے سخت موسم گرما نے اس کو مزید ناقابلِ برداشت بنا دیا۔

مورخ آرچر کا یہ تبصرہ قابلِ اقتباس ہے: ''مرد' عورتیں اور گھوڑے پیاس کی شدت سے مر گئے۔ حاملہ عورتوں کے حمل قبل از وقت ضائع ہو گئے۔ آدمی اپنے منہ کھولے ہوئے چلتے تھے' تاکہ نتھنوں میں ٹھنڈی ہوا سے ہی کچھ تسکین ہو۔ باز اور کتے جو ساتھ گئے تھے' مر گئے۔ آخر کتوں نے ہی اپنی قوت شامہ سے ایک روز پانی کا کھوج نکالا۔ تمام فوجی اُس طرف متوجہ ہو گئے اور پیاس کی شدت سے بے تحاشا اس قدر پانی پی گئے کہ تین سو آدمی تو وہیں پیتے پیتے مر گئے اور اکثر بیمار ہو گئے۔ لیکن یہاں سے سخت سنگلاخ اور دشوار گزار پہاڑوں سے نجات پا کر صلیبی قونیہ کی سرسبز و شاداب وادی میں اتر گئے اور فوج پھر کئی حصوں میں منتشر ہو گئی' لیکن 21 اکتوبر 1097 کو پھر فوج انطاکیہ کے سامنے اکٹھی ہو گئی۔

انطاکیہ کا صلیبی محاصرہ

انطاکیہ ہر زمانے کا بڑا مشہور شہر تھا۔ عیسائیوں کو یہ شہر اپنے سینکڑوں مذہبی واقعات کا مقام ہونے کی وجہ سے عزیز تھا۔ ''عیسائی'' کا لقب سب سے پہلے اسی شہر میں اختیار کیا گیا تھا۔ اور بہت سے عیسائی ولیوں اور بزرگوں کی یادگار تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد میں پھر یونانیوں کا تسلط قائم ہو گیا' مگر بہت جلد ترکوں کے قبضے میں آ گیا۔ جس وقت صلیبی فوج یہاں پہنچی ہے' ملک شاہ سلجوقی کا پوتا باغستان انطاکیہ کا حاکم تھا اور مسلمانوں کی اس طوائف الملوکی اور تنزل میں اکیلا اپنی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ مشرق میں حلب اور مُوصل' اور اس سے آگے لبنان کے دامن میں دمشق' ساحل سمندر پر طرابلس' صیدون اور صور سب کے سب خود مختار شہر تھے' جن کو اپنے تحفظ کے سوا کسی کی فکر نہ تھی۔

انطاکیہ کے گرد صلیبی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی' اور قلعہ کے اندر دو ہزار سوار' پانچ ہزار ملازم اور کوئی دس ہزار پیادہ تھے۔ لیکن اس شہر کی فصیل کا محیط کئی میل کا تھا' جس کی حفاظت کے لیے چار سو برج تعمیر ہوئے تھے۔ اس کے ایک میل لمبے اور تین میل چوڑے مستطیل علاقے میں بے شمار سڑکوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ عمارتیں پتھر کی بنی ہوئی تھیں' اور نہایت خوبصورت اور مضبوط تھیں۔ انطاکیہ دولت مند شہر بھی تھا۔ گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے ہندوستان اور ایران کے تاجر مصر' یونان اور رُوم کے سوداگروں سے تجارتی مال کا تبادلہ کرنے کے لیے یہاں آتے رہتے تھے۔ دریائے اورنٹیز میں زرین سنگریزے بہتے ہوئے آتے تھے' انہیں انطاکیہ میں صاف کر کے سونا نکالا جاتا تھا' قریب کی پہاڑیوں میں سے تانبا بھی کافی مقدار میں نکل آتا تھا۔ پھر مٹی بڑی زرخیز تھی اور پاس ہی دیودار اور صنوبر کا ایک بڑا سارا گھنا جنگل بھی تھا' اسی لیے اس پر قابض ہونے کے لیے بہت سے بادشاہ لڑائیاں لڑتے رہتے تھے۔ یہاں کے بعض گرجا کسی زمانے میں ویانا اور اپالو کے مندر رہ چکے تھے۔ شام کی ایک قدیم ماہی پیکر دیوی کی پرستش گاہ ساحل سمندر پر بھی موجود تھی۔ اگرچہ مسلمانوں نے اس کا نام اور صنف تبدیل کر کے اسے ''شیخ البحر'' کہنا شروع کر دیا تھا۔ انطاکیہ کی طویل تاریخ میں بہت سے دیوتاؤں اور دیویوں کا ذکر آتا تھا۔ گو اس مقام کو مذہب کی تقدیس حاصل تھی' اور اب یہاں مسلمان اور عیسائی صلح و آشتی سے امن و عافیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ اپنے اپنے مذہب پر قائم تھے اور اپنے اپنے طریق پر عبادت کرتے تھے' جس میں کوئی مداخلت نہ کرتا تھا۔ صلیبیوں نے یہ دیکھا تو اپنے دلوں میں سوچا کہ انطاکیہ کے عیسائی کافروں (مسلمانوں) سے سمجھوتا کر بیٹھے ہیں۔ (جاری ہے)

مروجہ تصوف کی سند

چوہدری افضل حق

ایک دن دیال سنگھ کالج کے پروفیسر مترا نے فارسی پڑھاتے ہوئے برسبیلِ تذکرہ کہا کہ ہجرت کے کئی سو سال بعد مسلمانوں نے تصوف کو غیر مسلموں سے لیا۔ اِس کی یہ بات میرے اوپر بجلی بن کر گری۔ تصوف میرا اوڑھنا بچھونا ہو چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی چیز کو حاصل کرنا علم کہلانے کا مستحق تو ہے لیکن مذہب کا جزو کہلانے کا مستحق نہیں۔ اِسی لیے میں نے مذہبی دیوانے کی طرح پروفیسر مترا کو ڈانٹ دیا کہ آپ ابھی اسلام سے واقف نہیں۔ پروفیسر نے میری طرف تعجب سے دیکھا۔ مسلمان طالب علموں نے میری جرات کی داد دی۔ پروفیسر شرمندہ سا ہو کر کلاس میں بیٹھا رہا۔ تمام مسلمان طالب علموں کا میرے ساتھ اتفاق تھا کہ تصوف دینِ اسلام کا ضروری جزو ہے۔ دوسرے روز پروفیسر بہت سی کتابیں لے کر آیا۔ حوالے پر حوالہ دینا شروع کیا کہ قرونِ اولیٰ میں تصوف کا کوئی نام نہ جانتا تھا۔ خانقاہ اور تکیہ کا نام غیر اسلامی ہے۔ تصوف کا لفظ قرآن میں ہے ہی نہیں۔ رسولِ عربی ﷺ سے نہ دم کشی ثابت ہے اور نہ قلب پر ضربات لگانے کی سنت کا کہیں ذکر ملتا ہے۔ یہ علم صاف طور پر غیر اسلامی ہے اور اسلام میں چوتھی صدی ہجری کی پیداوار ہے۔ جب مسلمان یونانی اور ہندوستانی فلسفہ ٔمذاہب سے آشنا ہوئے تو اُنہوں نے تصوف کا پیوند اسلام میں لگا دیا۔

پروفیسر نے کہا کہ جاؤ تصوف اور شریعت کی موجودگی کا کوئی مستند حوالہ لاؤ، میں قائل ہو جاؤں گا۔ علم میں ضد جہالت ہے۔ علم، علم کے معیار پر پورا اترے تو صحیح ہے۔ جہلا کا اعتقاد، واقعات کے بدلنے کے لیے سند نہیں۔ میں نے کہا پروفیسر صاحب! اگر مسلمان علماء اور صوفیاء کے پاس یہ سند نہ ہوتی تو یہ خانقاہیں اور تکیے نہ ہوتے۔ وہ ذکر و شغل جاری نہ رکھتے کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی چیز کو داخلِ عبادت و دین سمجھنا بدعت ہے۔ پروفیسر نے کہا اور یہ بھی کہو کہ بدعت گمراہی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں بدعت گمراہی ہے کیوں کہ دین رسول اللہ ﷺ پر کامل ہو چکا تھا۔ پروفیسر نے کہا تو تم استدلال کرتے ہو کہ تصوف کی داغ بیل ضرور رسولِ عربی ﷺ نے ڈالی یا کم از کم اِس کی اجازت دی؟ میں نے کہا' ہاں۔ اُس نے پھر کہا کہ عقل کو الجھنوں میں کیوں ڈالتے ہو؟ قرآن اور حدیث سے کوئی سند لے کر آؤ 'معاملہ ختم ہو جائے گا۔

لاہور کے علماء سے میری واقفیت نہ تھی' لہٰذا میں امرتسر اپنے ایک استاد کے پاس گیا۔ وہ دین کے مکمل ہونے پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔ اُنہوں نے نہایت راز داری سے پاکیزہ زبان میں مجھ سے کہا کہ جو تصوف قرآن میں ڈھونڈتا ہے وہ خدا اور رسول ﷺ پر بہتان باندھتا ہے۔ جب اِن مولوی صاحب نے اپنی لمبی تحقیق کو ایسے جامع الفاظ میں یوں مختصر بیان فرما دیا تو میں شرمندہ سا ہو کر چلا آیا۔ پھر میں ایک اور اہلِ حدیث بزرگ کے پاس گیا۔ اُن کا علم اور زہد اب بھی زبان زدِ خلائق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیعت کی سند ہے لیکن تصوف کی باتیں غیر مستند ہیں۔ اُنہوں نے کہا سیدھے اسلام پر جمے رہو۔ تصوف پر عمل کر کے ٹھوکر کھا جاؤ گے۔ کتاب اور سنت پر اعتقاد رکھو۔ یہی کامل ہدایت ہے۔ اِس بات میں تمہارا پروفیسر برحق ہے۔ نماز مسلمان کی معراج ہے۔ پچھلی امتوں کی لمبی عبادتوں کا عطر نماز ہی ہے۔ نمازوں کو لمبی کر دو۔ برسوں کے ذکر و شغل کا منٹوں میں مزا آ جائے گا۔ اُن کی زبان اور بیان میں بڑی نرمی تھی لیکن میرے لیے کوئی بات باعثِ تسلی نہ ہوئی کیوں کہ میں کئی سال اِسی تصوف کی چاشنی میں مست رہا تھا۔ دفعتاً اپنے اعتقادات کو بدلنا آسان نہ تھا۔ یہاں سے اٹھا اور بھاگ لپک کر اپنے پیر بھائی کے پاس پہنچا۔ وہ شریعت اور طریقت کے شہسوار مانے جاتے تھے اور فی الحقیقت نیک شخص تھے۔ اپنی مشکل بیان کی۔ اُنہوں نے فرمایا: نقلی سند تو تسلی بخش نہیں مگر یہ علم سینہ بہ سینہ پہنچا ہے۔ ہر شخص اِس علم کا اہل نہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے خاص خاص افراد کو راز دار بنایا۔ اِس طرح یہ طریقہ ہم تک پہنچا۔

یہ بات ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو گئی۔ پروفیسر کو آ کر آخری بات کہی۔ اُس نے حقارت سے میری طرف دیکھا اور کہا ارے' کیا مجھ کو جھٹلانے کی کوشش میں اپنے پیغمبر پر بھی بہتان باندھنے لگے ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کہ میرے احکام کھول کھول کر بیان کر اور وہ سینہ بہ سینہ بیان کرے!

میری آنکھوں کے آگے اندھیرا سا آ گیا۔ میں نے گردن جھکالی۔ میرے پاس اِس کا کوئی جواب نہ تھا۔

(چوہدری افضل حق کی خودنوشت سوانح حیات ''میرا افسانہ'' سے انتخاب: از انجینئر نوید احمد)

بقیہ: اداریہ

تو یہ جج اپنی افتادِ طبع کے مطابق مرغ بادنما کی طرح اپنا رخ نئی قوت کی جانب پھیر لیتے اور P.C.O کے تحت حلف اٹھا لیتے اور نظریہ ضرورت ہر تالے کی کلید ثابت ہوتا تھا۔ واحد حل یہ ہے کہ اس منصب کے لیے ایسے اشخاص کا انتخاب ہو جو ضعیف کو حق دلا سکیں' جو قوی کو زبردستی روک سکیں' جو کٹہرے میں کھڑے آقا اور غلام میں کوئی تمیز روا نہ رکھیں۔ اگر میثاقِ جمہوریت کے دستخط کنندگان بھی بھارت اور افغانستان سے تنازعات سے قطع نظر تعلقات قائم کریں گے تو مشرف کیا غلط کر رہا ہے۔ فری اینڈ فیئر انتخابات کے راستے میں صرف ہوس اقتدار رکاوٹ ہے۔ جب تک اس ہوس کو کنٹرول نہیں کیا جائے گا، الیکشن کمیشن یا طریقہ انتخاب میں کی جانے والی کوئی تبدیلی کارآمد ثابت نہیں ہوگی۔

اب ہم اپنے اس حقیقی اعتراض کی طرف آتے ہیں کہ آخر میثاق جمہوریت کو سیکولر بلکہ ملحدانہ شکل کیوں دی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک عرصہ ہوا' پاکستان کی کشتی کا ناخدا امریکہ بن چکا ہے۔ اب تو عالم اسلام کے لیے وہ ایک دہشت کی علامت بن چکا ہے۔ ہماری قیادت سیاسی ہو یا فوجی، اقتدار کے حصول کے لیے امریکہ ہی کی طرف دیکھتی ہے۔ اور امریکہ چونکہ اس وقت اللہ اور رسول کا نام لینے والوں سے جنگ کا آغاز کر چکا ہے' لہٰذا ہماری سیاسی قیادت نے اس میثاق جمہوریت کے ذریعے امریکہ کو پیغام دیا ہے کہ تمہارے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے ہم مشرف سے بڑھ کر تمہارا ساتھ دیں گے۔ ہماری سیاسی قیادت پر امریکی خوف کس قدر غالب ہے اس کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ خارجہ پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے بھارت اور افغانستان سے تنازعات کے باوجود دوستی کا عزم ظاہر کیا گیا ہے لیکن افغانستان اور عراق میں امریکہ کی خونریزی اور ظالمانہ وسفاکانہ کارروائیوں کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ ہی اسرائیل کی دہشت گردی کے بارے میں ایک لفظ کہا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میثاق جمہوریت والے پنجابی کے اس محاورے کے شدت سے قائل ہیں ''رب نیڑے کہ گسن نیڑے'' (رب نزدیک ہے یا گھونسہ یعنی ظاہری طاقت)۔

ہم آخر میں اپنی سیاسی قیادت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ اپنی اس کوتاہی پر اللہ اور عوام دونوں سے معافی مانگیں اور فوری طور پر میثاق جمہوریت میں اس شق کا اضافہ کریں کہ جو کوئی بھی اقتدار میں آئے گا وہ نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دے کر ملک میں نظامِ خلافت قائم کرنے کا پابند ہوگا۔ انہیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ 1946ء کے انتخابات میں جس قوم نے ایک بڑے جمہوری مینڈیٹ کا اظہار کیا تھا اس کی واحد مشترک قدر اسلام تھی لہٰذا پاکستان ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے علاوہ کچھ نہیں بن سکتا۔

حکمراں ہے اِک وہی باقی بتانِ آزری

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کی بالادستی کے لیے کئے گئے ملک گیر مظاہروں کی روداد

مرتب: فرید اللہ مروت

29 اپریل 2006ء بروز ہفتہ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کی بالادستی'' کے سلسلے میں ملک گیر مظاہرے ہوئے۔ اِن مظاہروں کی رپورٹ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

اسلام آباد

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام مظاہرے کا آغاز سہ پہر تین بجے ہوا۔ مظاہرین نے پلے کارڈ اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر غیر اللہ کی حکمرانی کے خلاف مختلف نعرے درج تھے۔ مظاہرین نے لال مسجد سے آبپارہ تک پرامن مارچ کیا۔ آبپارہ چوک میں مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی نے کہا کہ مغربی طرز جمہوریت کفر ہے۔ موجودہ بے حیائی اور استحصال اس کفر کی شاخیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام وہ تمام امکانات ختم کرنا چاہتا ہے جو اخلاقی آوارگی' جنسی آزادی اور دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ عوام میں غلبہ اسلام کے لیے جذبہ قربانی کی کمی نہیں ہے مگر افسوس کہ نشان راہ دکھانے والی تحریکیں بھٹک چکی ہیں۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر ملک میں سیکولرزم لانے کی کوشش کی گئی تو ملک کی بقاء کا جواز ختم ہو جائے گا۔ پاکستان کا قیام دنیا کو اسلام کے عادلانہ و منصفانہ نظام خلافت کی روشنی دکھانے کے لیے ہوا تھا' تاکہ نوع انسانی جمہوریت کے نام پر غلامی کے طوق سے نکل کر اسلام کی برکات سے فائدہ اٹھا سکے۔ پاکستان وہ واحد اسلامی ملک ہے جس میں دور حاضر کے مطابق ایک اسلامی ریاست بننے کی پوری صلاحیت ہے۔

مظاہرہ کے شرکاء سے امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نظریۂ توحید ایک انقلابی نظریہ ہے جس سے انسان پر انسان کی حکومت کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کی بجائے اسلامک ورلڈ آرڈر قائم ہو کر رہے گا۔ صرف درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے' جو ہمیں حضور ﷺ کی سیرت مطہرہ سے سمجھنا ہوگا۔ ہمیں اس کی پیروی کرنا ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ الیکشن کے ذریعے نظام کی تبدیلی کی سوچ خود فریبی کے مترادف ہے۔ اسلام کا عادلانہ نظام ایک منظم اور پرامن عوامی تحریک سے ہی برپا ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات دنیوی میں انسانی تاریخ کا عظیم ترین انقلاب برپا کر کے دکھایا۔ آزادی' مساوات اور معاشی انصاف جیسے سنہری اصول اس مبارک نظام کے اہم ترین گوشے ہیں۔ فلسطین اور عراق میں مسلمانوں کا اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا عقیدۂ آخرت پر غیر معمولی ایمان کی علامت ہے۔ فدائی حملے امریکہ کو جلد عراق سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے' تاہم اس سے اسلامی انقلاب نہیں آئے گا۔ امت کے زوال اور ذلت و رسوائی کا اصل سبب قرآن حکیم سے اعراض ہے۔ اگر امت اب بھی اپنے اصل فرض منصبی یعنی دین حق کے قیام کے لیے نبوی طریق پر کمربستہ ہو جائے تو اللہ کی مدد اُس کے شامل حال ہو جائے گی۔ اور یہی وہ جدوجہد ہے جو ہماری اُخروی نجات کا واحد ذریعہ ہے اور باطل نظام کے خلاف نفرت ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ امریکہ کے نزدیک ہر وہ مسلمان دہشت گرد ہے جو اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتا ہے اور اس کا غلبہ چاہتا ہے امریکی ہٹ دھرمی کے باعث دنیا تیزی سے تیسری عالمگیر جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مسلمان حکمران اپنی کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث عالمی شیطانی طاقتوں کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور روشن خیالی کے سیلاب میں بھٹک گئے ہیں۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی نے مظاہرین' علماء کرام اور دینی عناصر پر زور دیا کہ وہ انتخابی سیاست سے کنارہ کش ہو کر پریشر گروپ کی صورت میں منظم ہو کر حکمرانوں پر دباؤ ڈالیں تاکہ منکرات کا قلع قمع ہو سکے اور اسلامی نظام کی راہ ہموار ہو۔ آخر میں دعا ہوئی اور مظاہرین پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

پشاور

حلقہ سرحد جنوبی کے زیرِ اہتمام پشاور میں ایک مظاہرہ ہوا جس کی قیادت امیر حلقہ جناب میجر (ر) فتح محمد نے کی۔ اس مظاہرے کے لیے رفقاء تنظیم اسلامی و احباب کو دفتر تنظیم اسلامی پشاور' میں صبح 10 بجے اکٹھا ہونے کی ہدایت کی گئی تھی۔ رفقاء نے بینرز اُٹھا کر دفتر کے باہر سڑک کے ایک طرف قطار بنا دی۔ 11 بج کر 30 منٹ پر مظاہرین کو چلنے کے لیے کہا گیا۔ اب سڑک کے بائیں طرف ایک لائن میں منظم واک ہو رہی تھی۔ ٹی بورڈز پر قرآنی آیات و احادیث اور مختلف نعرے تحریر تھے جبکہ دو رفقاء دائیں بائیں ہینڈ بلز تقسیم کر رہے تھے۔ مظاہرین اِسی ترتیب پر شعبہ بازار سے ہوتے ہوئے سویکارنو سکوائر تک گئے' جہاں کچھ وقت کے لیے رُکے اور چوک کے اطراف میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ اس کے بعد سیشن کورٹس روانہ ہوئے اور یہاں پہنچ کر سیشن کورٹس کے باہر تقریباً دس منٹ کے لیے کھڑے ہوئے اور اسی دوران وکلاء حضرات میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد پریس کلب پہنچ کر دس پندرہ منٹ رُکے رہے اور ساتھ ساتھ ہینڈ بلز بھی پریس کلب کے اندر اور باہر تقسیم کیے گئے۔ یہاں پر پریس فوٹو گرافروں نے پریس کوریج کے لیے تصویریں بنائیں۔ وہاں سے روانہ ہونے کے بعد سٹیشن اور پھر صدر بازار سے ہوتے ہوئے لیاقت بازار' فوارہ چوک پہنچ گئے اور چوک میں کچھ ٹھہرنے کے بعد مسجد کلاں صدر میں ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد جناب وارث خان نے نمازیوں کو چند لمحے بیٹھنے کے لیے کہا اور ہینڈ بل والی پوری عبارت پڑھ کر سُنائی۔ اس طرح مظاہرہ احسن طریقے سے تکمیل تک پہنچ گیا۔

میانوالی

29 اپریل بروز ہفتہ غیر اللہ کی حکمرانی کے خلاف ملک گیر مظاہروں کے سلسلہ میں میانوالی میں ایک منظم مظاہرے کا اہتمام کیا گیا' جس میں بیس رفقاء و احباب شریک ہوئے۔ شرکاء مظاہرہ نے ہاتھوں میں ٹی بورڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر مرکز کی طرف سے مہیا کی گئی عبارت تحریر تھی۔ اس مظاہرہ کے لیے ''کیا آپ نے غور کیا؟'' کے عنوان کے تحت پانچ ہزار ہینڈ بلز بھی چھپوائے گئے۔

رفقاء ٹی بورڈز فضا میں بلند کرتے اور ہینڈ بلز تقسیم کرتے ہوئے سٹیشن چوک سے کچہری روڈ (بازار) کی طرف روانہ ہوئے۔ آتے جاتے لوگ رُک کر اور دکاندار دکانوں سے نکل کر ٹی بورڈز کی عبارت پڑھتے رہے۔ ہم کچہری بازار سے بلوخیل روڈ' وہاں سے مین بازار اور مسلم بازار سے ہوتے ہوئے واپس سٹیشن پر آئے جہاں پر ہمارے کچھ ساتھی ہاتھوں میں بینرز تھامے ہوئے تھے۔

ہم سٹیشن سے سینما روڈ اور وہاں سے گورنمنٹ ہائی سکول روڈ سے ہوتے ہوئے وتہ خیل چوک پر پہنچے اور یوں دوپہر گیارہ بجے مظاہرہ پُرامن طریقے سے اختتام پذیر ہوا۔

بٹ خیلہ

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام بٹ خیلہ ضلع مالاکنڈ میں ایک خاموش اور پُر امن مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ رفقاء کو ظہر کی نماز کے لیے دفتر (تنظیم اسلامی بٹ خیلہ) کے قریبی مسجد پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ بعد نماز ظہر شالیمار ہوٹل (بالمقابل سول ہسپتال بٹ خیلہ) سے جہاں مقامی تنظیم کا دفتر واقع ہے' مظاہرے کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ جناب محمد فہیم خان نے رفقاء سے مختصر خطاب کیا اور ہدایات دیں۔ 80 رفقاء پر مشتمل یہ منظم دستہ ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی جناب مولانا غلام اللہ حقانی کی قیادت میں بٹ خیلہ بازار کے جنوبی سرے سے روانہ ہوا اور تمام بازار کا گشت مکمل کرنے کے بعد اپنی جائے روانگی پر واپس پہنچا۔ مظاہرے کے شرکاء نے اپنے ہاتھوں میں تی بورڈ اُٹھا رکھے تھے جن پر اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں قرآنی آیات کے تراجم' علامہ اقبال کے اشعار اور مختلف نعرے درج تھے۔ مظاہرے کے اختتام پر جناب مولانا غلام اللہ حقانی نے دفتر میں احباب سے گفتگو فرمائی اور انہیں تنظیم کی دعوت اور طریق کار سے روشناس کرایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرائض دینی کا صحیح شعور اور ان کی ادائیگی کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کراچی

مرکز کے پروگرام کے مطابق حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام کراچی میں مظاہرہ ہوا۔ سہ پہر تین بجے رفقاء پریس کلب کے سامنے جمع ہوئے۔ اس موقع پر مرکز سے فراہم شدہ عبارات کے مطابق بینرز اور پلے کارڈ تیار کئے گئے تھے' البتہ مرکز کی اجازت سے دو مزید بینرز انگریزی اور اردو عبارات پر مشتمل بنائے گئے تھے۔ جن پر درج تھا: "ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں' خواہ یہ ریاستی ہو' لسانی ہو یا مذہبی" اور "صرف اسلام کا نظام خلافت ہی عدل کی ضمانت دے سکتا ہے۔" انگریزی میں انہیں عبارات کے ترجمے درج تھے۔ 23800 ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ اس موقع پر انجینئر نوید احمد' انجینئر نعمان اختر' ڈاکٹر محمد الیاس اور عامر خان صاحبان نے موقع پر موجود لوگوں اور صحافی حضرات سے خطاب کیا۔ دُعا پر مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

کوئٹہ

29 اپریل 2006ء بروز ہفتہ رفقاء و احباب ساڑھے پانچ بجے دفتر حلقہ میں جمع ہوئے۔ قریبی مسجد میں نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مظاہرین ہاتھوں میں پلے کارڈ لے کر منظم طریقہ سے پریس کلب کی طرف روانہ ہوئے۔ مظاہرین پریس کلب کے سامنے تقریباً 15 منٹ کھڑے رہے' اس کے بعد منان چوک پہنچے اور چوک کے چاروں طرف پلے کارڈ لے کر کھڑے ہو گئے۔ وہاں سے میزان چوک کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دوران تین رفقاء ہینڈ بلز تقسیم کرتے رہے۔ اس مظاہرے میں 22 رفقاء اور 3 احباب نے شرکت کی۔

گوجرانوالہ

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام مظاہرے کا آغاز دس بجے ہوا۔ رفقاء گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر شہر کے مرکز "گوندلاں والا سٹاپ" پہنچے۔ رفقاء بینرز اٹھائے ہوئے تھے' جن پر طاغوتی نظام کے خلاف نعرے درج تھے۔ رفقاء ایک لمبی لائن بنا کر کھڑے ہو گئے۔ آنے جانے والے بینرز کو پڑھتے اور خاموشی سے گزر جاتے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد انتظامیہ کی گاڑیاں حرکت میں آ گئیں۔ اور پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چالیس منٹ کے بعد رفقاء کو بینرز تہہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بینرز گاڑی میں رکھ کر رفقاء ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے اسلام کی سربلندی اور اہل اسلام کی عزت و کامرانی کے لیے دُعا کی۔

دلچسپ و عجیب حقائق

وسیم احمد

بم ڈسپوزل سکواڈ

11 اپریل 2006ء کو نشتر پارک کراچی میں ہونے والے بم دھماکوں کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ پورے کراچی میں ایک بم ڈسپوزل سکواڈ ہے جس میں سات افراد شامل ہیں۔ ان سات ماہرین میں سے ایک معطل ہے۔ ایک چھٹی پر ہے اور باقی پانچ بیمار شمار رہتے ہیں۔ اس سکواڈ میں بم فیوز کرنے والا صرف ایک ماہر ہے' جس کے پاس بم پر ڈالنے کے لیے صرف ایک کمبل ہے جو کمبل کم اور بوری زیادہ لگتا ہے۔ یہ کراچی جیسے شہر کی صورتحال ہے۔ دوسرے شہروں کی حالت زار کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

تہذیبوں کا ٹکراؤ

مراکش ایک سیکولر ملک ہے۔ نظام حکومت میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ملک میں مسجدیں بھی آباد ہیں اور مے خانے بھی پُر رونق ہیں۔ مغربی تہذیب میں غرق طبقہ بھی نظر آتا ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن سے وابستگی رکھنے والے عوام کی بھی کمی نہیں۔ گویا "تہذیبوں کے ٹکراؤ" کی سی صورتحال ہے۔ اسلامی ثقافت سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ یہاں کا سب سے بڑا تہوار یوم میلاد النبیؐ ہے۔ اس روز پورے ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ شہروں کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں بھی عبادات کا زور و شور دکھائی دیتا ہے۔ عید قربان پر اگر آپ کے پاس بکرا خریدنے کے لیے رقم نہ ہو تو بینک آپ کو بکرا خریدنے کے لیے رقم قرض دیتے ہیں۔ عاشورہ کو (10 محرم کے دن) سیدنا حسینؓ کی شہادت کو اسلام کی بقا کے لیے دی گئی قربانی کے طور پر منانے کے لیے شہروں کو سجایا جاتا ہے اور بچوں کو تحفے دیئے جاتے ہیں۔ جب ایک مقامی شخص سے پوچھا گیا کہ سید الشہداء حضرت حسینؓ کی قربانی کی عظمت اور فضیلت اپنی جگہ مگر اس روز آل رسول ﷺ کے ساتھ جو ظلم ہوا اور پاک دامن بیبیوں کے سروں سے چادریں نوچیں گئیں کیا اس حوالے سے یہ دن پورے عالم اسلام کے لیے سوگ منانے کا دن نہیں' اس نے جواب دیا "آپ کی بات میں وزن ہے مگر ہم اپنے بچوں کے سامنے مسلمانوں کی تاریخ کے گھناؤنے پہلو کو زیادہ نمایاں نہیں کرنا چاہتے۔ ہم انہیں اس سانحہ سے ایک مثبت پیغام دینا چاہتے ہیں۔"

برڈ فلو

قطب شمالی کے علاقے میں 600 اقسام کے مہاجر پرندے پائے جاتے ہیں۔ نومبر کے آغاز پر جب برف باری کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو یہ پرندے اپنے گھونسلوں اور درختوں کو خیر باد کہہ کر پاکستان' انڈیا' تھائی لینڈ' ہالینڈ' سپین' اٹلی اور امریکہ پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں مارچ تک قیام کرتے ہیں اور گرمی کا احساس ہوتے ہی ہزاروں میل واپسی کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ 1990ء میں پہلی بار معلوم ہوا کہ یہ پرندے اپنے پروں کے ساتھ ایک ایسا وائرس لے کر آتے ہیں جو مقامی پرندوں کو فلو کا شکار کر دیتا ہے۔ اس لیے اس بیماری کو برڈ فلو کا نام دیا گیا۔ فلو کی وجہ سے پرندوں کی ناک اور چونچ سے پانی نکلتا ہے' کان گرم ہوتے ہیں اور وہ فوراً مر جاتے ہیں۔

1990ء سے لے کر 2005ء تک یہ وائرس ہر سال شدت اختیار کرتا چلا گیا' جس نے دنیا کی اہم ترین پولٹری انڈسٹری کو اربوں ڈالر کا نقصان پہنچایا۔ عالمی سطح پر اکٹھے کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق برڈ فلو سے پچھلے دس برسوں میں صرف 53 لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ کرۂ ارض پر کسی بھی بیماری سے ہلاک ہونے والے لوگوں کی کم ترین تعداد ہے۔ ان 53 افراد میں سے کوئی ایک فرد بھی مرغی یا انڈہ کھانے سے ہلاک نہیں ہوا بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو برڈ فلو سے متاثرہ پولٹری فارمز میں کام کرتے تھے۔ پاکستان میں 25 ہزار پولٹری فارمز ہیں جن میں تقریباً ڈھائی لاکھ افراد کام کرتے ہیں۔ اب تک کسی ایک شخص کی ہلاکت برڈ فلو کے باعث نہیں ہوئی۔ یہ بیماری گوشت اور انڈے کھانے سے نہیں پھیلتی۔ ویسے بھی پاکستانی کھانے اتنے اونچے درجہ حرارت پر پکائے جاتے ہیں جس سے دنیا کا کوئی بھی وائرس زندہ نہیں بچ سکتا۔ لہٰذا Monday تا Sunday مرغی اور انڈے کی حکومتی درخواست پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

اشتہاریات اور سماجی اقدار

ڈاکٹر محمود غزنوی

ذرائع ابلاغ کی کارگزاریوں نے آج ساری دنیا کو ''گلوبل ویلیج'' میں تبدیل کر دیا ہے۔ معمولی ڈش اور کیبل کے ذریعے ساری دنیا کی سرگرمیاں اور تہذیب و ثقافت کا مشاہدہ عام آدمی کے اختیار میں آ گیا ہے۔ آج کا شہری بین الاقوامی شہری بن چکا ہے اور اس کا کلچر اب مقامیت کی حدوں سے نکل کر بین الاقوامیت کی دسترس میں آتا جا رہا ہے۔ ڈش کی ایجاد کی بدولت مختلف النوع ثقافتوں کی ایک نہ رُکنے والی یلغار نے تمام معاشروں کو اپنی زد میں لے لیا ہے۔ ڈش جیسی نئی ایجادات اور ترقی کا یہ کس قدر خوش کن پہلو ہے کہ اس نے فاصلوں کو شکست دے دی ہے اور دنیا بھر کے انسانوں کو ناقابل یقین حد تک ایک دوسرے سے قریب کر دیا ہے لیکن اس ترقی کا یہ پہلو کس قدر تشویش ناک ہے کہ اب ترقی یافتہ قوموں کے لیے اپنی تہذیب کو دنیا میں پھیلانا کس قدر آسان ہو گیا ہے جب کہ کم ترقی یافتہ قوموں کے لیے اپنی تہذیب و ثقافت کا تحفظ کرنا ایک خوفناک مسئلہ بنتا جا رہا ہے بالخصوص ان معاشروں کے لیے جن کی بنیاد نظریات پر قائم ہے' جو جداگانہ تشخص' طے شدہ روایات اور مخصوص اقدار کی حامل ہیں۔

پاکستان کا شمار بھی ایسے ہی ترقی پذیر ممالک میں ہوتا ہے جس کی اساس ایک خاص نظریے پر قائم ہے جس کے ہر شعبہ زندگی کے لیے اس کے نظریے نے مخصوص ہدایات اور اصول مقرر کیے ہیں۔ سیاست و ثقافت' تعلیم و تجارت' معیشت و معاشرت غرض کوئی شعبہ بھی نظریاتی وابستگی سے تہی دامن نہیں ہے۔ پاکستان کا طرز معاشرت ایک تہذیب کا رہین منت ہے جس کی صورت گری ''نہی عن المنکر'' کے آفاقی اور دائمی اصولوں کے خمیر سے ہوئی ہے۔ اس تہذیب کی اصل روح اخلاقیات ہے جس کی بدولت انفرادیت سے اجتماعیت فروغ پاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس تہذیب میں اجتماعی صلاح و فلاح کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ معاشرتی اقدار کے ایسے پیمانے موجود ہیں جو مجموعی ماحول کو پاکیزگی کے سانچے میں ڈھالنے کے متقاضی ہیں۔ چنانچہ اس پورے نظام میں دور رس نتائج کے حصول پر خاص توجہ مرکوز ہے۔ ہر شعبۂ زندگی کے لیے لازم ہے کہ اس کی سرگرمیوں کو مناسب حدود اور تعمیری انداز میں پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کیے جائیں لیکن اس بات پر کڑی نظر رکھی جائے کہ یہ سرگرمیاں زندگی کے اعلیٰ مقاصد اور اخلاق کے لیے نقصان دہ نہ بن سکیں۔ چنانچہ معاشرت اور معیشت بھی اس نگرانی سے مبرا نہیں ہے۔

فی زمانہ اشتہاریات بھی معاشی ترقی میں غیر معمولی کردار ادا کرتی ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ اشتہاریات معاشی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل کر چکی ہے جو صنعت کے فروغ کی سرگرمیوں اور معاشی جدوجہد کا ایک موثر ترین آلہ ہے۔ جدید ابلاغی تکنیک اور دیگر کمالات کی اثر آفرینی کے باعث اشتہاریات روز بروز انوکھی آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہو رہی ہے۔ مقابلے اور مسابقت کا رجحان اپنی انتہا کو پہنچتا جا رہا ہے۔ صارف کی توجہ حاصل کرنے کے لیے نہ ختم ہونے والی دوڑ شروع ہو چکی ہے۔ پاکستانی اشتہاریات بھی اس دوڑ میں برابر کے شریک ہے۔ مقابلے اور سبقت لے جانے کے دھن میں جس دوڑ کا آغاز کر دیا گیا ہے اس میں معاشی' اخلاقی و تہذیبی اقدار بری طرح کچلی جا رہی ہیں اور اہم ایک لمحہ بھی رُک کر اس شکست و ریخت پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ''جنگ محبت اور تجارت میں سب کچھ جائز ہے'' کا نظریہ خالصتاً مادیت پرست تہذیب کا وطیرہ ہے کسی نظریاتی معاشرے کی اصول پرست تہذیب کی خُو ہرگز نہیں۔

ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم اس تہذیب کے لوگ ہیں جس میں حرام و حلال اور جائز و ناجائز کے پیمانے اور حدود مقرر ہیں۔ ہمارے معاشرے کے اخلاقی رویے اور تہذیبی روایات کی پاسداری جزو ایمان ہے کیونکہ اس میں اجتماعی فلاح کی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہماری تہذیب کا تقاضا ہے کہ قلم سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی کسی فتنے و فساد کا باعث نہ بن سکے۔ بات سنجیدہ اور تلخ ہے لیکن اظہار چاہتی ہے۔ اسلام میں سچائی (شہادت) چھپانے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ ہو کیا رہا ہے۔ ناموری کے حصول' مال کمانے کی لالچ یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے کوئی سچائی چھپا لینا' تشہیر میں کسی ایسی بات کو اجاگر کرنا جو پروڈکٹ میں یا تو موجود ہی نہ ہو یا قابل ذکر نہ ہو مگر اسے مبالغہ آمیزی سے بڑھا چڑھا کر بتانا کیا صحیح سرگرمی ہے۔ تحریف کرنا بھی اقدار کے خلاف ہے۔ تاویلات کے ذریعے اصل عبارت کو کچھ سے کچھ کر دینا' لفظوں کی بازی گری سے لوگوں کی توجہ اصل بات کی طرف سے ہٹا دینا' خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر' بینک کے سود کو منافع' کریڈٹ' مارک اپ قرار دے کر عام کرنا' ناچ گانے کو ثقافت اور آرٹ کا نام دے کر فروغ دینا کہاں تک جائز ہے۔

سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرنا صرف اپنے مطلب کی تشریح کرنا کس قدر غیر مہذبانہ فعل ہے۔ غیر صحت مند روایات کو معاشرتی روایات کے طور پر رائج کرنا' اشتہارات کے ذریعے کم اچھے کردار کے لوگوں کو قوم کا ہیرو اور محسن ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور معاشرے میں اخلاقی بے راہ روی پھیلانے کے وبال سے اشتہارات بری طرح آلودہ ہیں۔ ''مٹی کو سونا ثابت کرنا'' اشتہاریات کی معجزہ نمائی تصور کی جاتی ہے۔ کسی مصنوعہ کی ایسی تشہیر کرنا کہ اس کی تائید میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دینا اور یہ تحقیق بھی نہ کرنا کہ جس چیز کے لیے اس قدر مبالغہ آرائی کی جا رہی ہے وہ موجود بھی ہے یا نہیں۔ بال سیاہ کرنے والے شیمپو' رنگ گورا کرنے والی کریمیں' دبلا کرنے والی دوائیں' شربتوں میں خالص اجزاء کا ڈھنڈورا اسی ذیل میں آتے ہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے ''جس نے کاروبار میں دھوکا دیا وہ میرا پیروکار نہیں۔'' اس کا مطلب واضح ہے کہ تجارت اور اس کے فروغ کے تمام طریقوں میں راست بازی اور راست بیانی

> غیر صحت مند روایات کو معاشرتی روایات کے طور پر رائج کرنا' اشتہارات کے ذریعے کم اچھے کردار کے لوگوں کو قوم کا ہیرو اور محسن ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور معاشرے میں اخلاقی بے راہ روی پھیلانے کے وبال سے اشتہارات بری طرح آلودہ ہیں

ضروری ہے' ورنہ مصنوعہ کے عیب چرب زبانی سے چھپائے گئے ہوں' غلو اور مبالغے سے کام لیا گیا ہو تو ایسی روزی سے برکت ختم ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

اشتہار کا ایک تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے حرص' طمع' ہوس' سماجی مرتبے کے حصول' تعیشات زندگی کی لگن اور معیار زندگی بلند کرنے کی غیر ضروری کوشش فروغ پاتی ہے اور یہ سب معاشرتی تباہی کے کھیل ہیں۔ غیر ضروری ترغیبات معاشرے میں احساس کمتری' احساس محرومی اور دیگر نفسیاتی مسائل کو جنم دیتی ہیں جس سے معاشرے میں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور معاشرہ غیر محسوس طریقے سے افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اشتہارات آج کل نفس پرستی کو فروغ دینے کا باعث بن رہی ہے۔ اشتہار میں غیر حقیقی ماحول کی عکاسی' نوجوانوں کی بے راہ روی' صنف مخالف کے ساتھ اٹھکھیلیاں' ہر اشتہار میں ضروری یا غیر ضروری طور پر عورت کی پیش کش' حسن وادا کا برملا استعمال' پھر لفظیات کے حوالہ سے رومان' حسن پرستی' جنسی ترغیبات کا کھلے عام استعمال کس قدر مذموم سرگرمیاں ہیں۔ ذومعنی اور بے حیائی پر مبنی سلوگن' کاپی' جنگل' "دل میں اتر گئی کیا" "گوری گوری" جیسے فقرے اور غیر شائستہ مناظر کی عکس بندی۔ بستر پر کسی خاتون کو بے نیازی سے سوتے دکھانا۔ باتھ روم میں غسل کا منظر۔ لان کے اشتہار میں مصنوعہ سے زیادہ پہننے والی کے حسن وادا اور زاویوں کو اجاگر کرنا اس سب باتوں میں شرم وحیاء کا جنازہ نکالا جاتا ہے۔ کسی معاشرے میں بے حجابی اور بے حیائی عام ہو جائے تو اس معاشرے کا پُرسکون رہنا ممکن نہیں رہتا۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

✿ ✿ ✿

نقطہ نظر

صیہونیت کا مخالف یہودی گروہ

توراتی یہودی

خادم حسین انصاری

شاید بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہوگا کہ یہودیوں کی ایک خاص تعداد اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتی اور صیہونیت کی شدید مخالف ہے۔ یہ لوگ راسخ العقیدہ یہودی ہیں اور تورات پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے قوم یہود کو ارض مقدس (موجودہ فلسطین) اس شرط پر دی تھی کہ وہ تورات کے احکام کی پابندی کرے گی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا' اس لیے اللہ نے اسے ارض مقدس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بے دخل کر دیا۔ اب اس کی اپنی مملکت کبھی قائم نہیں ہو سکتی' اب یہودیوں کو مختلف ملکوں میں وہاں کے قوانین کے تحت وفاداری کے ساتھ رہنا ہو گا۔ صیہونیوں نے سرزمین فلسطین پر زبردستی اپنی مملکت' جسے وہ اسرائیل کہتے ہیں' قائم کر کے تورات کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے اور یوں گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان راسخ العقیدہ (توراتی) یہودیوں کے مطابق ارض فلسطین کے اصل وارث صرف فلسطینی عرب ہیں۔ یہودیوں کو ان کی اجازت سے اور ان کی روایات کے مطابق وہاں رہنا ہوگا۔ ان کا کہنا ہے کہ صیہونیوں کا طبقہ عوام کا نمائندہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ وہ بے عمل اور نافرماں لوگ ہیں جو دو سو سال قبل یہودی قوم میں پیدا ہوئے تھے اور سو سال قبل انہوں نے باقاعدہ اپنی صیہونی تنظیم قائم کر لی تھی۔

توراتی یہود تعداد میں بہت کم ہیں لیکن دنیا کے بیشتر حصوں میں موجود ہیں۔ امریکا' برطانیہ' یورپ کے علاوہ خود اسرائیل میں بھی موجود ہیں۔ مگر حکومت اسرائیل سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ اپنے تعلیمی' مذہبی اور ثقافتی ادارے چلانے کے لیے وہ حکومت سے کسی قسم کی امداد قبول نہیں کرتے۔ فلسطینی مسلمانوں سے بہت قریبی اور برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں۔

یہ لوگ صیہونیت اور اس کی مملکت (اسرائیل) کے وجود کے خلاف دنیا بھر میں مہم چلا رہے ہیں ان کی اپنی ویب سائٹ بھی ہے۔ (jewsagainst zionismcom) مذکورہ معلومات اسی سے حاصل کی گئی ہیں۔ ویب سائٹ کے مطابق عربوں یا مسلمانوں سے ان توراتی یہودی کا کوئی جھگڑا نہیں' وہ صدیوں سے ان کے ساتھ پرامن طریقے سے رہتے آئے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ یہودی قوم اور مسلمانوں کے درمیان کشمکش کے لیے صیہونی ذمہ دار ہیں جن کی نمائندگی اسرائیلی حکومت اور وہاں کی سیاسی پارٹیاں کرتی ہیں۔ یہ توراتی یہودی اس دنیا کے منتظر ہیں جب پوری دنیا خالق کائنات کی حاکمیت تسلیم کرلے گی۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے یہ عقائد توراتی احکام کے عین مطابق ہیں۔

ویب سائٹ کے بیان سے مدینہ کے یہودیوں کا طرز عمل یاد آتا ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ زیادہ تر یہودی حضور اکرم ﷺ کا احترام کرتے تھے معاہدہ کی پابندی بھی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن چند ایک انتہائی شریر النفس اور بدقماش یہودی دوسروں کو بہکاتے رہتے تھے اور چلتی انہیں کی تھی۔ جس طرح مشرکین مکہ کی خاموش اکثریت کو چند بوجہلوں اور بولہبوں نے دبا رکھا تھا آج بھی قوم یہود اور مذہب یہود دونوں کو صیہونیوں نے یرغمال بنا رکھا ہے......

توراتی یہودیوں کے مقاصد اور خیالات قرآن سے قریب تر معلوم ہوتے ہیں۔ اہل علم کو اس سلسلہ میں مزید تحقیق کرنی چاہیے۔ یہودی قوم سے تعلقات کا مسئلہ بڑا نازک ہے۔ اس ضمن میں حماس کے علماء اور قائدین بہتر معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔ حماس کے شعبہ خدمت خلق کے کارکنوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنے پڑوسی مستحق اور ضرورت مند یہودیوں کی خدمت اور تیمارداری کرتے ہوئے ان سے عقائد پر بھی بات کرتے ہیں' نتیجتاً بعض یہودی اپنا ایمان اور عقیدہ درست کر لیتے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ توراتی یہودیوں سے مذاکرات کے نتیجہ میں دین وامت کے تاریخ کا ایک نیا اور خوشگوار باب وا ہو جائے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی اور شعبہ مطبوعات قرآن اکیڈمی لاہور کے ادارتی معاون طارق اسماعیل کے سسر انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ رفیق تنظیم اسلامی سندھ زیریں محترم امیر الدین قاضی کے صاحبزادے وفات پا گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق' کئی کتابوں کے مصنف اشفاق الرحمٰن خان گزشتہ دنوں رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ میانوالی

رپورٹ: بشیر احمد

امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید امیر حلقہ غربی پنجاب محمد رشید عمر اور ناظمِ اعلیٰ اظہر بختیار خلجی کے ہمراہ 15 اپریل بروز ہفتہ صبح دس بجے میانوالی پہنچے۔ اسی روز ایک بج کر 45 منٹ پر بار روم میں بار ایسوسی ایشن میانوالی کے وکلاء سے خطاب تھا۔ خطاب سے قبل امیر حلقہ جناب محمد رشید عمر نے تنظیم اسلامی کا تعارف' مقاصد اور طریقۂ کار پر مختصراً روشنی ڈالی۔ بعد میں صدر بار ایسوسی ایشن ملک محمد لیاقت ایڈووکیٹ نے امیر تنظیم اسلامی کا تعارف اور تنظیم میں ایک عام کارکن سے لے کر امارت تک مختلف سطحوں پر ان کی خدمات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔

امیر تنظیم نے اپنے خطاب میں ''امتِ مسلمہ کی زبوں حالی کی انتہا اور خلافتِ الٰہیہ کی نوید جاں فزا'' کے موضوع پر مختصر مگر انتہائی مدلل گفتگو کی۔ جامع مسجد بیت المکرم میں نماز مغرب کے بعد اسی موضوع پر اپنے تفصیلی خطاب میں امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج اٹھاون حصوں میں بٹی ہوئی اُمتِ مسلمہ مشترکہ مرکز سے محروم اور خلافت کے تصور سے ناآشنا ہے۔ اس سے بھی زیادہ بدقسمتی یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے سربراہان امریکی ایجنٹ بن کر طاغوتی کارندوں کا کردار ادا کر رہے ہیں' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طاغوت کے آگے بچھ جانے کے باوجود ہر جگہ مسلمانوں کی پٹائی ہو رہی ہے۔ یہ وہی پٹائی ہے جو کبھی یہود کی ہوئی تھی۔ آج مسلمان کے لیے سب سے سستی چیز اس کا ایمان ہے۔ وہ دو ٹکے کے مفاد کے لیے ایمان بیچنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طاغوت جب چاہتا ہے بغیر کسی ثبوت کے ہمیں بے روح لاشیں سمجھ کر ہم پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ کبھی افغانستان کو ہمارے تعاون سے تورا بورا بناتا ہے' کبھی عراق کی اینٹ سے اینٹ بجاتا ہے اور ابھی ایران کے لیے جبڑے تیز کر رہا ہے۔

ہم اہلِ پاکستان سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی دانشمندی سے بچ گئے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم بچ نہیں گئے بلکہ بچھ گئے ہیں۔ ہم نے فرعونِ وقت کی یک طرفہ وفا شعاری کی ایسی مثالیں رقم کی ہیں کہ جن کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملے گی۔ ہم نے اپنے پڑوس میں خلافتِ راشدہ کی طرز پر قائم امارتِ اسلامی کو گرانے کا ناقابلِ معافی جرم کیا ہے۔

اس وقت دنیا میں ڈیڑھ ارب سے زیادہ مسلمان موجود ہیں مگر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کو پیٹھ دکھائی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ سے غداری کی ہے۔ آج ہم زبان سے تو کہتے ہیں کہ دینِ اسلام ایک عادلانہ نظام ہے مگر عمل سے دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ دیکھو یہ دین یعنی نظامِ اسلام ناقابلِ نفاذ ہے۔ اس کے معاشرتی' معاشی' عدالتی اور عائلی ضابطے جدیدیت کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے (معاذ اللہ)' اگر کر سکتے تو ہم اپنے ہاں انہیں نافذ کرتے۔ اٹھاون ملکوں میں سے ایک چھوٹے سے اور وسائل سے بالکل محروم ملک میں کچھ لوگوں نے اس کے کچھ ضابطوں کے نفاذ کی کوشش کی تھی تو ہم نے ان کے خلاف وقت کے سب سے بڑے فرعون کی مدد کر کے عملاً اس نظام کے خلاف شہادت دے دی ہے۔ آج ہم نے شیطان کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے اور منتظر ہیں رحمٰن کی مدد کے' ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ آج کہا جاتا ہے کہ ہم کمزور ہیں' امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے' زمینی حقائق کے طور پر تو یہ بات بالکل درست ہے لیکن کیا ہمارے سامنے صرف زمینی حقائق ہونے چاہئیں یا کسی درجہ میں ایمانی حقائق کو بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر ایمانی حقائق سامنے ہوں تو یہ موقف سو فی صد غلط ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

امیر تنظیم کا کہنا تھا کہ اس وقت بظاہر حالات بہت مایوس کن ہیں۔ حق اور باطل کھل کر سامنے آ چکے ہیں اور باطل بظاہر چھایا ہوا بھی نظر آتا ہے۔ طاغوت اور اُس کے ایجنٹ حق کو مٹانے کے لیے تمام تر وسائل جھونک رہے ہیں' لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ انہیں محیر العقول اور طلسماتی نادیدہ طاقتوں کی جانب سے تاریخ کی حیران کن اور اعصاب شکن مزاحمت کا سامنا ہے اور ہر دیکھنے والی آنکھ کو ان کا غرور خاک میں ملتا دکھائی دیتا ہے۔ گویا چیونٹی ہاتھی کی ناک میں داخل ہو چکی ہے۔ جیسے جیسے ظلم بڑھتا جا رہا ہے رب کی دھرتی پر رب کے نظام کی ناگزیریت بھی واضح ہوتی جا رہی ہے اور اس کے لیے عملی جدوجہد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

عشاء کے بعد ایک خصوصی نشست میں جناب اظہر بختیار خلجی نے عالمی سطح پر آج کے طاغوت کے دجل کا بڑے موثر طریقے سے نقشہ کھینچا اور حاضرین کے سامنے جھولی پھیلا کر حق کے غلبہ کی اس تحریک کے لیے تعاون کی درخواست کی جس کا حاضرین پر بڑا اثر ہوا' اور اس خصوصی نشست میں جو آٹھ آدمی موجود تھے ان میں سے چھ نے امیر تنظیم اسلامی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ناظمہ حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی کا دورۂ فیصل آباد

ناظمہ حلقہ خواتین تنظیم اسلامی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر اسرار احمد اور نائب ناظمہ اَمۃ المعطی صاحبہ 28 اپریل 2006ء بروز جمعۃ المبارک نو بجے فیصل آباد تشریف لائیں۔

میزبانی کے فرائض مسز احسان ملک نے ادا فرمائے۔ کچھ دیر آرام کے بعد مہمانانِ گرامی مسز احسان ملک کے گھر سے ساندل بار ہوٹل ستیانہ روڈ میں تشریف لائیں۔ جہاں پہلے سے موجود رفیقاتِ تنظیم اسلامی فیصل آباد اور دیگر خواتین شدت سے اُن کی آمد کی منتظر تھیں۔ ہوٹل میں خواتین کی تعداد تقریباً 150 تھی۔

اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری مسز احسان ملک نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز رفیقۂ تنظیم میمونہ فاروق نے قرآن حکیم کی تلاوت سے کیا۔ اس کے بعد نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کے لیے مریم راکیعہ (دختر ڈاکٹر عبدالسمیع) تشریف لائیں۔

اُس کے بعد محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 156 تا 157 کا درس دیا۔ اپنے مفصل بیان میں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں' تقویٰ اور عمل والی زندگی گزارنے پر زور دیا۔ درسِ قرآن کے بعد ناظمہ صاحبہ نے درس حدیث دیا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہر بندے کو قیامت کے روز پانچ باتوں کا جواب ضرور دینا پڑے گا:

1۔ عمر کن کاموں میں گزاری
2۔ جوانی کن کاموں میں گزاری
3۔ مال کیسے کمایا
4۔ مال کہاں خرچ کیا
5۔ جتنا علم تھا اس پر عمل کتنا کیا

درس حدیث کے بعد بارگاہ الٰہی میں عاجزانہ دعا مانگی گئی۔ اس پروگرام کے بعد تمام رفیقاتِ تنظیم کا تفصیلی تعارف ہوا۔ بعد ازاں مہمانِ گرامی مسز احسان ملک صاحبہ کے گھر واپس تشریف لے گئیں۔ وہاں پر نماز ظہر ادا کی اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ اور کچھ دیر آرام کے بعد وہ مسز احسان ملک' راقمہ (مسز عبدالروف) مسز ڈاکٹر عبدالسمیع اور محترمہ شہناز کے ہمراہ پنجاب میڈیکل کالج میں تشریف لے گئیں' جہاں پر چند رفیقاتِ تنظیم اسلامی نے جو کہ میڈیکل کے آخری سال کی طالبات ہیں' کالج کے بڑے ہال میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ وہاں پر میڈیکل سٹوڈنٹس اور سینئر ڈاکٹرز کی تقریباً 200 تعداد تھی۔

تلاوت قرآنِ پاک کے بعد امۃ المعطی صاحبہ نے ایمان افروز درس قرآن دیا۔ تمام خواتین نے پوری توجہ سے درس قرآن سُنا۔ بعد میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس کے اختتام پر اہلیہ محترمہ ڈاکٹر اسرار احمد نے درس حدیث دیا۔ دعا کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں دین کی خاطر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(رپورٹ: مسز عبدالروف)

✿✿✿

نامے میرے نام

محترم حافظ خالد محمود خضر صاحب

(بوساطت ہفت روزہ ''ندائے خلافت'')

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں نے آپ کی مرتب کردہ کتاب ''تعارف قرآن'' پڑھ لی ہے۔ آپ نے بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطبات کو جس خوبصورتی اور عام فہم اسلوب میں مرتب کیا ہے اس سے ایک عام قاری کو یہ مضامین سمجھنے میں بڑی مدد مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عرق ریزی کا اجر عطا فرمائے۔ یہ جان کر اور بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے دورۂ ترجمہ قرآن کو تحریری صورت میں لانے کے محنت طلب اور صبر آزما کام کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کام میں برکت ڈالے تاکہ آپ اُسے احسن طریقے سے تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ میری خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انجمن اور تنظیم سے وابستہ دیگر حضرات کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ اس جیسے کاموں کے لیے کمر ہمت باندھ لیں تاکہ بانی محترم کے قیمتی خطابات جو ابھی تک مرتب نہیں کیے جا سکے' مرتب کیے جاسکیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے اس عظیم کام کے لیے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام

محمد نعیم

امیر تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی

[میں یہ خط ندائے خلافت کی معرفت اِس لیے لکھ رہا ہوں کہ اس سے ہمارے اُن قارئین اور متعلقین کی توجہ مبذول ہو سکے جن میں اس قسم کے کاموں کی صلاحیت اور استعداد موجود ہے۔]

شائقین علوم قرآن کے لیے خوشخبری

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

الحمد للہ اپنے قیام کے دن سے ہی اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے

قرآن اکیڈمی کی تعمیر اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے

قرآن اکیڈمی جھنگ میں 2006ء کے دوران

تین 25 روزہ فہم قرآن وسنت کورسز (کل وقتی)

ہوں گے۔ ان شاء اللہ

نواں	=	4 جون تا 28 جون 06ء
دسواں	=	یکم جولائی تا 25 جولائی 06ء
گیارہواں	=	یکم اگست تا 25 اگست 06ء

تفصیلات

☆ کم از کم ایف اے/ ایف ایس سی حضرات شامل ہو سکتے ہیں۔
☆ کورس مکمل طور پر رہائشی اور کل وقتی ہوگا۔
☆ اخراجات قیام وطعام انجمن کے ذمہ ہوں گے۔
☆ کورس کے اختتام پر سند جاری کی جائے گی۔
☆ نصاب میں قرآن مجید کے تین پارے' احادیث کا منتخب حصہ' تاریخ اسلام' عربی گرامر اور منتخب کلام اقبال پڑھایا جائے گا۔

شرکت کی دعوت عام ہے

شرکت کرنے والے حضرات کورس شروع ہونے سے پانچ دن پہلے ذاتی یا تحریری رابطہ فرمائیں

الداعی: انجینئر مختار حسین فاروقی صدر انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

☆ قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2' ٹوبہ روڈ جھنگ صدر 0471-628561-628361
☆ پوسٹ بکس نمبر 40 جھنگ صدر

حکمت کی بات بندۂ مؤمن کی گمشدہ میراث ہے' جہاں سے بھی ملے وہ اس کا حقدار ہے (الحدیث)

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پر فضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے، روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امان کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

☆ سرکاری ملازمین کی ماہانہ تنخواہ سے جی پی فنڈ کے نام سے رقم کی کٹوتی کی جاتی ہے' کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

☆ کیا قرض کی معمولی رقم کے لیے بھی تحریر کا اہتمام ضروری ہے؟

☆ زیارت کے لیے خواتین کا قبرستان جانا کیسا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: سرکاری ملازمین کی ماہانہ تنخواہ سے جی پی فنڈ کے نام سے رقم کی کٹوتی اور اُس پر انٹرسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (جاوید منیر)

ج: جی پی فنڈ کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس فنڈ پر حکومت کی طرف سے ایک خاص شرح سے جو انٹرسٹ لگایا جاتا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ ہمارے نزدیک جی پی فنڈ کے نام سے کٹوتی کی رقم پر منافع لینا ہرگز جائز نہیں۔ یہ سود ہے اور سود حرام ہے۔ بعض لوگ اِس ضمن میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ایسے افراد کو علم ہونا چاہیے مولانا نے بعد میں اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا' لہٰذا ان کی رائے میں بھی یہ رقم سود ہے۔ یقیناً ہمارے دین میں سودی لین دین کی سخت ممانعت ہے۔

س: خواتین کے قبرستان میں جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (عنایت اللہ)

ج: خواتین کا قبرستان جانا جائز ہے' مگر چند شرائط کے ساتھ' مثلاً ایسے وقت جائیں جبکہ مردوں کی آمد و رفت نہ ہو' حجاب کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلیں' کبھی کبھار قبرستان جائیں روزانہ کا معمول نہ ہو۔ مخصوص ایام مثلاً دس محرم یا جمعرات کو قبرستان جانے کو معمول بنانا صحیح نہیں ہے۔ صرف آخرت کی یاد کی نیت سے جائیں کسی اور نیت سے نہ جائیں۔

س: تعلیمی اداروں اور یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی تاخیر سے کرنے پر جو اضافی رقم دینا پڑتی ہے' کیا وہ سود کے زمرے میں آئے گی؟ (محمد فواد)

ج: وہ سود نہیں' لیٹ فیس ہے' اس کا معاملہ علیحدہ ہے۔ اِس کا سود سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اِس میں کوئی Percentage والا معاملہ نہیں ہے۔

س: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عظیم انقلاب محض دعوت کے ذریعے برپا کیا' وضاحت فرمائیں؟ (محمد الطاف)

ج: جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صرف دعوت و تبلیغ سے انقلاب برپا کیا' وہ گویا پورے مدنی دور کی نفی کر رہے ہیں۔ اگر محض دعوت و تبلیغ سے انقلاب برپا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اتنی جنگیں کیوں لڑیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ سے نبی کریم ﷺ نے افرادی قوت حاصل کی تعلیم و تربیت کے ذریعے اسے مضبوط کوڑا بنایا اور پھر اسے باطل پر دے مارا۔ کچھ سلیم الفطرت اشخاص ضرور دعوت سے ایمان لے آئے لیکن اکثریت ایمان نہیں لائی' خاص طور پر وہ لوگ جن کے مفادات اس نظام کے ساتھ وابستہ تھے' گویا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

س: کیا سٹاک ایکسچینج میں خریدے اور بیچے گئے شیئرز کا نفع بھی ربا کی تعریف میں آتا ہے؟ (محمد یوسف قریشی)

ج: سب سے پہلے ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ سٹاک ایکسچینج کی ساری بیع و شراء جائز ہے یا ناجائز۔ جائز بیع و شراء وہ ہوتی ہے جس میں کسی شے کا واقعی تبادلہ ہو رہا ہے جبکہ سٹاک ایکسچینج کا معاملہ یہ ہے کہ وہاں نہ کچھ لیا جاتا ہے نہ دیا جاتا ہے' محض ایک کاغذ کا پرزہ دے دیا جاتا ہے۔ اور جس انداز میں Speculation کی جاتی ہے وہ سراسر غلط ہے۔

س: کیا دینی رسائل میں تصاویر کی اشاعت جائز ہے؟ کئی عوامی و مذہبی حلقے تصاویر کی اشاعت کو جائز نہیں سمجھتے؟ (نور خان)

ج: ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر کی حرمت کے بارے میں تو تمام مکاتب فکر کے آئمہ کرام متفق ہیں' البتہ کیمرے یا ویڈیو کیمرے سے لی گئی تصاویر جو انتہائی ضرورت کے تحت لی گئی ہوں یا دعوتی مقاصد کے تحت شائع کی جائیں عالم عرب کے تمام علماء متفقہ طور پر اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے کہ کیمرے کی تصویر عکس کی حیثیت رکھتی ہے۔ علماء ہند شروع میں کیمرے کی تصویر کے بھی مخالف تھے لیکن آج وہ اپنی تصاویر اتروانے میں سب سے آگے ہیں اور کوئی اعتراض بھی وارد نہیں کر رہے' ہمیں زیادہ باریک بینی میں پڑنے کی بجائے کبیرہ گناہوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے' ایسا نہ ہو کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کے قول کے مطابق مچھر چھانتے ہوں اور اونٹ سموچے نکل جاتے ہوں۔ جہاں تک عوامی و مذہبی حلقوں کے اعتراض کی بات ہے تو ہر شخص کے تمام اشکالات کو دور کرنا انتہائی مشکل کام ہے' ہمیں نیک نیتی سے دین کے کام میں جتے رہنا چاہیے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

س: کیا چند ہزار روپے کے لین دین کی صورت میں تحریر لکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگ ایسا کرنے پر بہت ناگواری کا اظہار کرتے ہیں؟ (محمد منیر)

ج: ہمارے خیال میں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ قرآن کی روح کے خلاف کرتے ہیں۔ یہ بات آپ کے مشاہدے میں بھی ہو گی کہ بعض اوقات چند روپوں کی خاطر جھگڑے ہوتے ہیں اور نوبت قتل و غارت تک پہنچتی ہے۔ ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ رقم کے لین دین کے وقت ہم باہم شیر و شکر ہوتے ہیں لیکن کسی معاملے میں ذرا سا تنازعہ پیدا ہو جائے تو بات بہت دور تک نکل جاتی ہے۔ اگر ہم قرآنی احکامات پر من و عن عمل کریں تو ہمارے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے اور انساں کی کمزوریوں اور نفسیات سے بخوبی واقف ہے۔ اگر اس نے رقم کے لین دین کو ضبطِ تحریر میں لانے کا حکم دیا ہے تو یقیناً اس میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اِس حکم پر عمل کیا جانا چاہیے۔

کالم "تفہیم المسائل" میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جا سکتے ہیں۔

عراقی کابینہ کی تشکیل

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے' عراقی پارلیمنٹ نے وزیراعظم نوری المالکی کی بنائی ہوئی کابینہ منظور کرلی ہے۔ اس طرح انتخابات کے پانچ ماہ بعد عراقیوں کو نئی حکومت مل گئی ہے۔ 37 وزراء پر مشتمل یہ کابینہ عراقی سیاست کی تاریخ میں سب سے بڑی کابینہ ہے۔ یہ کابینہ شیعہ' سنی اور کرد رہنماؤں پر مشتمل ہے' یوں اسے متحدہ حکومت کہا جاسکتا ہے' ابھی ایک مرحلہ کامیابی سے طے ہوا ہے' المالکی اور ان کی ٹیم کو اگلے مراحل بھی طے کرنے ہیں جو زیادہ سخت اور دشوار گزار ہیں۔ المالکی اور ان کے وزراء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں کانٹوں بھرے راستے پر سفر کرنا ہے۔ نئی حکومت کو سب سے پہلے تشدد کے دیو سے نمٹنا ہوگا۔ جس دن کابینہ نے حلف اٹھایا' اس دن بھی پر تشدد کارروائیوں میں 24 افراد ہلاک ہوگئے۔ روزانہ بیسیوں افراد کی ہلاکت عراق میں معمول بن چکا ہے۔

تشدد کے بعد عراقی حکومت کا سامنا رشوت ستانی اور غربت سے ہوگا۔ عراقی معیشت جنگوں' ہنگاموں اور پابندیوں کے باعث تباہ ہو چکی ہے اور اُسے اپنے پیروں پر کھڑا کرنا دشوار ہے۔ پھر معیشت کے گھوڑے کی باگیں جن کے ہاتھوں میں ہیں' ان میں سے بیشتر کرپٹ ہیں۔ عراق تیل کی دولت سے مالا مال ملک ہے مگر اقوام متحدہ کے مطابق چالیس لاکھ عراقی انتہائی غربت کا شکار ہیں۔

عراق کی موجودہ کٹھ پتلی حکومت شیعہ' سنی اور کرد رہنماؤں پر مشتمل ہے جن میں بدقسمتی سے اتفاق نہیں اور بیشتر رہنما اقتدار کی خاطر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ان تمام وجوہ کی بنا پر یہ بات یقینی ہے کہ عراق کی نئی کابینہ کے لیے حکومت کرنا پھولوں کی سیج نہیں بلکہ شعلوں کا کفن پہننے کے مترادف ہے۔

طالبان کے حملے

پچھلے جمعہ اچانک افغانستان کے سابق حکمرانوں' طالبان نے افغان فوج اور اتحادی افواج پر زبردست حملے کیے' ان حملوں کا زور جنوبی افغانستان میں زیادہ ہے' جہاں لڑائی کے دوران امریکی اور فرانسیسی فوجی بھی مارے جاچکے ہیں۔

طالبان کے نئے حملوں نے افغان صدر حامد کرزئی کو یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ پاکستانی حکومت ان کی حمایت کررہی ہے۔ پاکستانی حکومت نے سختی کے ساتھ اس الزام کی تردید کی ہے۔ طالبان کا بھی کہنا ہے کہ وہ کسی بیرونی سہارے کے بغیر اپنی جنگ خود لڑ رہے ہیں۔

یاد رہے کہ افغانستان میں تیس ہزار سے زائد اتحادی فوج موجود ہے جو طالبان کے حملے روکنے کے لیے تعینات کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اتحادیوں کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے دیگر رہنماؤں کو تلاش کریں۔

سعودی اب امریکی ہسپتال نہیں جاتے

واقعہ گیارہ ستمبر سے قبل سعودی عرب کے باشندوں کی بڑی تعداد علاج معالجہ کرانے امریکی ہسپتالوں کی طرف جاتی تھی۔ اب چونکہ انہیں ویزہ دیتے ہوئے کڑی پڑتال کی جاتی ہے اور بہت عرصہ لگ جاتا ہے' اس لیے بیمار سعودی اب جرمنی' برطانیہ اور بھارت جانے لگے ہیں۔ یہ تبدیلی اب آ کر امریکی ہسپتالوں کو محسوس ہوئی ہے۔

امریکی ہسپتالوں کی انتظامیہ نے بش حکومت سے درخواست کی ہے کہ وہ بیمار سعودی باشندوں کو جلد ویزہ دے کیونکہ سخت چھان بین کے باعث وہ سالانہ کروڑوں ڈالر کی آمدنی سے محروم ہوگئے ہیں۔

گوانتاناموجیل بند کرو

اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے تشدد نے امریکی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ کیوبا کے نزدیک قائم اپنا گوانتاناموجیل خانہ بند کردے۔ کمیٹی کے مطابق امریکی قیدیوں پر تشدد کر رہے ہیں اور انہوں نے خفیہ قید خانے قائم کر رکھے ہیں۔ اس کمیٹی کی رپورٹ سے ظاہر ہو گیا ہے کہ گوانتانوموجیل خانہ امریکی حکومت کے دامن پر کتنا بڑا بدنما داغ ہے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق امریکی حکومت نے اسی رپورٹ کو' افسوسناک' قرار دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب گوانتاناموبے کے قیدیوں کے ضمن میں قانونی نکات طے ہو جائیں گے' تو انہیں رہا کردیا جائے گا۔

یہ بات امریکی حکومت نجانے کب سے کہہ رہی ہے' لیکن اس کا وعدہ پورا ہونے میں نہیں آرہا اور گوانتاناموبے میں کئی قیدی مقدمہ چلائے بغیر قید کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں۔

ایران کو مراعات دینے کا وعدہ

ایرانی حکومت کو یورینیم کی انرجنٹ روکنے کے لیے یورپی یونین نے کئی مراعات دینے کا اعلان کیا ہے۔ مثلاً ہلکے پانی کے نئے ایٹمی ری ایکٹروں کی فراہمی نیز یہ پیش کش کہ انہیں پانچ برس تک مفت ایندھن فراہم کیا جائے گا۔ یورپی یونین نے ایران سے کہا ہے کہ وہ یورینیم کی انرجنٹ کا اپنا منصوبہ روس منتقل کردے۔

جواب میں ایرانی حکومت نے کہا ہے کہ وہ گفت وشنید کرنے کے لیے تیار ہے لیکن یورینیم کی انرجنٹ کسی صورت روکی نہیں جائے گی کیونکہ یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ یاد رہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا کہنا ہے کہ اگر ایران انرجنٹ روک دے' تو اس کے خلاف کارروائیاں نہیں کی جائیں گی۔

مزید براں یورپی یونین اور امریکا کے مابین مراعات کے سلسلے میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ امریکی چاہتے ہیں کہ ایرانی حکومت کو اتنی زیادہ پرکشش ترغیبات نہ دی جائیں۔

اگر ایرانیوں نے یہ مراعات بھی ٹھکرا دیں' تو حکومت کے اہم عہدے دار بیرون ملک سفر نہیں کرسکیں گے' ان کی جائیدادیں منجمد کردی جائیں گی نیز وہ بین الاقوامی طور پر مالی لین دین نہیں کرسکیں گے۔ اس کے علاوہ ایران پر اسلحے کے سلسلے میں بھی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔

حسنی مبارک کی امریکا پر تنقید

مصر کے صدر حسنی مبارک نے شرم الشیخ میں ورلڈ اکنامک فورم کا افتتاح کرتے ہوئے اپنی تقریر میں امریکا پر خاصی بھاری بھرکم تنقید کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی آگئی ہے۔

یاد رہے کہ 1979ء میں کیمپ ڈیوڈ معاہدے پر اسرائیل' مصر اور امریکا نے دستخط کیے تھے اور اس وقت امریکیوں نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ ہر سال مصر کو تین ارب ڈالر (ایک کھرب اسی ارب روپے) کی امداد دیں گے۔

78 سالہ مصری صدر کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت کی فارن پالیسی منافقانہ ہے' ایک طرف تو اس نے اسرائیل کے ایٹمی منصوبے سے آنکھیں بند کررکھی ہیں' دوسری طرف اس نے ایران پر زبردست دباؤ ڈال رکھا ہے کہ وہ اپنا پرامن ایٹمی منصوبہ ترک کردے۔ مصری صدر نے عراق پر امریکی حملے کے سلسلے میں بھی اپنے اتحادی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

see "Strategic Master Plan FY04 and Beyond, U.S. Space Command"). An excellent source of this issue can be found in Press for Conversion: Coalition to Oppose the Arms Race, Issue #58, March, 2006).

As for RADARSAT, Canada's contribution to space war, it was NASA who launched RADARSAT-1, which is partially controlled by the U.S. and its images have already been used in U.S.-led wars in Yugoslavia, Afghanistan and Iraq. RADARSAT-2 is being used by the U.S. to practice first strike attacks during their Theatre Missile Defense (TMD) war games, while RADARSAT-3 will be the most advanced and sophisticated space-borne land information instrument ever developed. In the use of RADARSAT Canada is already a partner of the U.S. in its illegal war in Iraq. This was included in a so-called "secret annex" in Canada's 2000 bilateral Bill C-25 treaty with the U.S. Actually, Canada has been working with the U.S. military since 1999 on the role of the future RADARSAT-2, (Press for Conversion, Issue #58, p.15). On page 50 of this document fourteen Canadian contributions to the Iraq war are listed. Yet there is nothing really new about Canada's accommodation of the U.S.'s operational nuclear war plans, as we pointed out earlier. In fact, Canadian participation in any ballistic missile defence violates the United Nations Outer Space Treaty, October, 1967, which explicitly prohibited "any weapons of mass destruction in outer space" and claimed, "outer space is the province of all mankind", (not a province of Canada).

Now the "square" in the Oval Office, the "decider" of the world's fate, the blustering bully of the world, has launched yet another move in the reemerging Cold War. Its name is very revealing, i.e. "Exercise Trident Fury". It involves the U.S., Canada and members of NATO, with all three military branches participating. This exercise is a deliberate taunting of Russia. It also involves a gross deception, i.e. the real instigator is the U.S., while it is being promoted as though it is a Canadian initiative, that in itself being a cause of great concern. It took place between May 8 and May 14th, on the land, in the air and in the waters of western British Columbia and was the largest of its kind. We believe this exercise by the Harper government indicates a stronger commitment to the U.S. goal of dominion over the world and a provocative step in the reemerging Cold War. If Harper had held power four years earlier, Canada would be in Iraq. At the same time, our allegation that we are in the process of a reemerging Cold War is the news that Russia has a new and very advanced mobile space vehicle with significant kill capacity against satellites and even weapons in space. If this is true, it would hardly be surprizing. It is time for the Canadian people to realize the full significance of the resumption of the return of a full-scale Cold War and the global threat it poses. We must rise up and denounce this U.S.-driven disaster and confine ourselves to serving world peace. Finally, we must ask the question of whether Canada is cooperating in the mass wire-tapping in the U.S. It does not seem likely, but it is not impossible.

In conclusion, following Russian President Gorbachev's formal abandonment of the Cold War, it isour thesis that it never died but simply went underground, primarily by the U.S. But the competition of nuclear arms retained its dynamics. For each side an increment of offence elicited an increment of defence, and this dynamic has continued to this day. However, it is the U.S. that is the driving force in its defence of world supremacy. Meetings with handshakes between George W., Bush and Putin are grotesque charades.

Under George W. Bush, this process of achieving dominance over the entire world and making certain no country can challenge this dominance has intensified beyond anything in previous administrations. Later in this century China may become a new challenge.

Click below to read or post comments on this article

ہمارا عزم
اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنا ہے

ہمارا طریق
منہج انقلاب نبویؐ سے ماخوذ ہے

ہمارا نصب العین
رب کی رضا اور اُخروی نجات ہے

ہماری تنظیم
بیعت سمع واطاعت فی المعروف کی مسنون بنیاد پر استوار ہے

ہمارا جہاد
اپنے سرکش نفس، منکرات اور باطل نظام کے خلاف ہے

ہمارا ذریعہ دعوت
الھدیٰ یعنی قرآن حکیم ہے

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بندوں کی نہیں، ربّ کی غلامی

نظام خلافت کا قیام خوشحال عوام

مسلمان اور مومن کا فرق
مسلمان وہ ہے جو اللہ کو مانتا ہے
مومن وہ ہے جو اللہ کی مانتا ہے

درج بالا 10 مختلف عبارتوں پر مشتمل سٹیکرز سائز (9x2.75) قیمت فی سٹیکر -/1
پہلی 6 عبارتوں پر مشتمل کارڈ سائز (10x13) قیمت فی کارڈ -/5

تنظیم اسلامی کے علاقائی مراکز اور درج ذیل پتہ سے دستیاب ہیں

67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور۔ فون: 6316638-6366638
Web:www.tanzeem.org.email:markaz@tanzeem.org

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 18

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

By, F.H. Knelman, Ph.D.

The Re-emergence of the Cold War

The Cold War never ended. It merely went underground. But when Cheney recently criticized Russia about its failure to support democratic reform, Putin replied that the Cold War could be back. But the reality of the matter is that the U.S. has never abandoned its plans to fight and win a nuclear war, first with the Soviet Union, beginning with the Reagan administration, and with every president up to the present Bush regime. The latter uses the phrase that they [3]will not tolerate a Œreemergent[1] power[2], i.e. Russia. This intolerance is being translated into policy and action. The past offers a context to the present but the Bush administration intends to go to the limit, i.e. it has operational plans to fight and win a nuclear war with Russia through a preemptive counterforce first strike, on land, on the oceans, under the oceans and in space.

A series of earlier National Security Decision Documents (NSDD) spelled out the preparation of fighting a nuclear war, first against the Soviet Union, and later Russia. In July, 1980 President Carter's Presidential Decision Directive 59 qualitatively altered the goal, supporting a [3]any means necessary[2] declaration to fight and win such a war. Even earlier, under Reagan, the U.S. had already abandoned deterrence in favour of strategies to fight and win a nuclear war. The estimate of casualties was some 20 million U.S. and 200 million Russians (F.H. Knelman, [3]America, God and the Bomb: The Legacy of Ronald Reagan[2], (Vancouver: New Star Books, 1981). By February, 1982 the Single Integrated Operations Plan (SIOP) evolved into the assured destruction of the Soviet Union. The culmination of this U.S. policy was REACT (Rapid Execution and Control Targeting), which contains the option of the first use of nuclear weapons.

Under President Bush Sr., i.e. [3]The U.S. is now governed by a Pax Americana perspective[2], (John Isaacs, [3]Just Put it on the Tab[2], The Bulletin of the Atomic Scientists, October, 1993, p.8). On Jan. 6, 1982 the notorious REED report was leaked to the Washington Post. It insisted that the U.S. be the exclusive top power in the world and nuclearize most military activities and states it will not tolerate other countries who [3]may decide to be equal to ourselves[2]. Then, in the New York Times of February 17, 1992 a secret Pentagon analysis, i.e. [3]flexible response[2] becomes the policy to use nuclear weapons in any military action (see current Iran situation). A remarkable article by William Arkin deals with the U.S.[1]s concept of a [3]genuine threat[2], i.e. the U.S. military presence, even in Canadian waters, is part of its global nuclear war-fighting strategy, (William Arkin, [3]U.S. Strategic Nuclear Forces[2], The Bulletin of the Atomic Scientists, Jan./Feb., 1995, p.72). An article by Hans Kristensen, using documents obtained under the U.S. Freedom of Information Act, substantiated the U.S. policy of using nuclear weapons in conventional conflict and [3]to hold at risk the enemies[1] hardened targets[2], (Hans Kristensen, [3]Targets of Opportunity[2], The Bulletin of the Atomic Scientists, Oct./Nov., 1997, pp. 22-28).

It is in the above context of the U.S.[1]s unilateral declaration of being the world's exclusive superpower that the concept of ruling out the act of a [3]reemergent[2] power that might challenge it emerged, i.e. Russia, (Ruth Rosen:rosen@sfchronicle.com). In order to complete their capacity to fight and win a nuclear war they decided to militarize space and have adopted a preemptive counterforce attack plan on Russian missile sites, nuclear submarines and nuclear armed aircraft. Donald Rumsfeld has stated, [3]In the coming period the U.S. will conduct military operations to, from, in and through space in support of national interests, both on Earth and in space[2], (Karl Grossman, [3]Technology and Globalization Teach-In[2], Hunter College, New York City, Feb. 24, 2002.

U.S. political and military leaders generally felt that the death of some 20 million Americans in a full-scale nuclear war with the Soviet Union and later with the present Russia was unacceptable. This reoriented their entire military policy into space. By controlling and weaponizing space, i.e. with both offensive and defensive systems, they thought they could radically reduce American casualties.

In the past Canada has been a willing accomplice of the U.S. in their primary military objective, i.e. Russia. They permitted the U.S. to store nuclear weapons on Canadian territory. They allowed the U.S. to test first strike cruise missiles. Then they agreed to participate in a large-scale ballistic missile defence (BMD) program. This was designed to destroy Russia's incoming ballistic missiles, to be shot down over Canadian territory, threatening the lives of millions of Canadians from deadly radioactive fall-out.

There is absolutely no doubt that Canada is making a significant contribution to the U.S.[1]s weaponization of space. Canada's RADARSAT-2 satellite is designated to play a key role in providing data for the U.S. in the identification and destruction of incoming missiles. Controlling the high ground has been a consistent theory of war for centuries. The U.S. military leadership has emphasized this in multiple statements, i.e. [3]Space is the fourth dimension of warfare - air and space power is the force of the future[2], (General Ronald R. Fogelman), and [32]We[1]re going to fight a war in space. We[1]re going to fight from space[2] and [3]we're going to fight to space. We will engage terrestrial targets some day - ships, airplanes, land targets - from space. We will engage targets in space, from space.[2] For the full text of these ambitions translated into real capacity,